www.novelsclubb.com
MA
mehak_arif_official
تمناؤں
کا
تعاقب
از قلم پاکیزہ
: novelsclubb
:read with laiba
03257121842

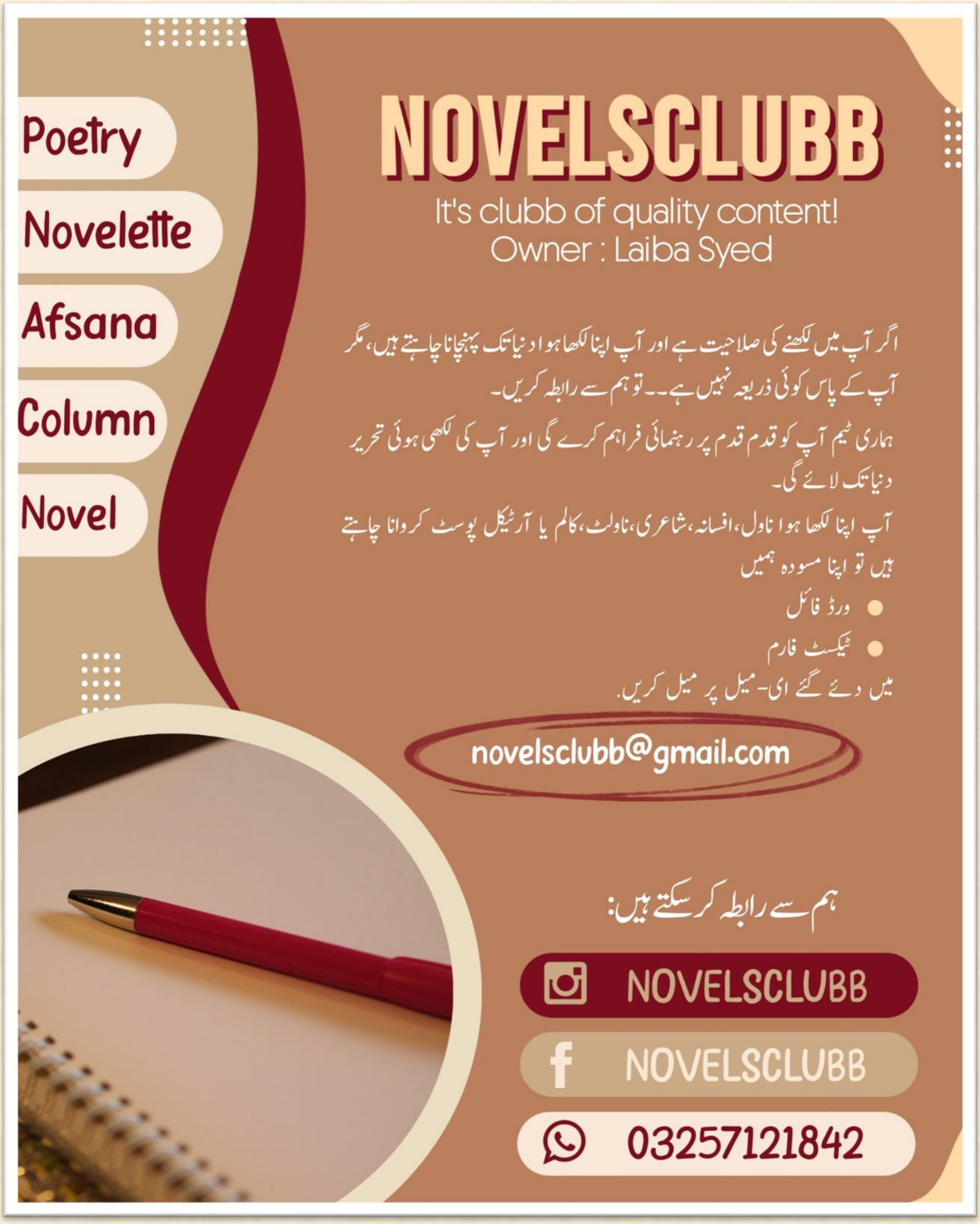
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

تمناؤں کا تعاقب

از قلم

پاکیزہ اسلم

ناول "تمناؤں کا تعاقب" کے تمام جملہ حق لکھاری "پاکیزہ اسلم" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ
کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت
درکار ہوگی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا
استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔
کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

تمناؤں کا تعاقب

از قلم پاکیزہ اسلم

باب چہارم: تلاش

تلاش سے انسان کا رشتہ بہت پرانا ہے

انسان کے اس دنیا میں آنے کے ساتھ ہی

تلاش کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو خوراک،

لباس یا حفاظت کی شکل میں سامنے آتا ہے

جیسے انسان ترقی کرتا گیا اس کی تلاش کا

دائرہ مزید وسیع ہوتا گیا، یہ تلاش کبھی اقتدار

کبھی روشنی، سکون کبھی جسمانی سکون

تو کبھی اپنی ذات کی تلاش تو کبھی اس ذات

کی تلاش جس نے سب کو پیدا کیا یہ تلاش ہے

جو انسان کو گردش میں رکھتی ہے جیسے

جیسے تلاش کا یہ عمل آگے بڑھتا ہے ویسے

انسان کی بھی بے چینی بھی بڑھتی چلی گئی

تلاش کے اس سفر میں الفاظ انسان کا سہارا بنتے ہیں

جو کبھی شاعری افسانہ کبھی کہانی کا روپ دھار لیتے ہیں تلاش کا سفر جاری رہتا ہے تلاش ایک مسلسل عمل ہے

جو جاری رہتا ہے کبھی رکتا نہیں جو ہر صورت میں

جاری رہتا ہے وہ ہر دور میں تخلیق کی صورت میں

ہمارے سامنے آتا ہے کتابوں کی شکل میں ہمارے سامنے آتا ہے

محبت بھی تلاش کا عمل ہے یہ وہ چیز ہے

جو انسان کو بے چین کرتی ہے پھر اس بے چینی

میں انسان زمانے کی خاک چھان ڈالتا ہے

یہاں تک کہ وہ خود سے بھی بیگانہ ہوتا ہے

مگر تلاش کرتے کرتے وہ تخلیق کے

اس معراج پر چلا جاتا ہے

جہاں الفاظ اور خیالات اس کے غلام بن جاتے ہیں

(عاجز جان وارث)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور، پاکستان

ذوالفقار رضا سے بات کرنے کے بعد وہ زاویار کے کام کی بجائے پروفیسر حماد کے آفس کی طرف گئی تھی اور اس وقت وہ ان کے سامنے خاموش بیٹھی تھی کچھ بھی کہے بنا سکون سے ان کو اپنا کام کرتا دیکھتے ہوئے وہ مختلف سوچوں میں گم تھی اپنے کام سے توجہ ہٹا کر وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے

آخر آپ کو ہوا کیا محترمہ رئیسہ ارسلان احمد، وہ ٹھہر ٹھہر کر بولے تھے

جواب دینے کی بجائے وہ چند لمحے ان کی طرف دیکھتی رہی

اب میں یہ نہیں کہا سکتا ہے تمہاری موجودگی اس وقت سخت ناگوار گزری رہی ہے کیوں مجھے بہت کام کرنے ہیں، وہ جھنجھلائے

کہہ تو دیا ہے اب آپ نے اور کیسے کہنا تھا، اس طرح بیٹھے سوال کیا

تو اگر سمجھ آ ہی گئی ہے تو یا کام بتاؤ یا جاؤ یہاں سے، صاف جواب

کچھ کہے بنا اس نے اپنے بیگ میں کارڈ تلاش کرنا شروع کیے اور ان کو پروفیسر حماد کے سامنے ٹیبل پر رکھا وہ تین کارڈ تھے ایک شیپ کے دو پر موجود تحریر ایک جیسی تھی اور ایک پر مختلف پروفیسر حماد نے نا سمجھی اور تجسس سے وہ کارڈ پکڑ کر دیکھنے لگے ان کے چہرے پر نا سمجھی واضح تھی

کیا ہے یہ اور کہاں سے آئے ان لائنز کا مطلب کوئی نیا کام شروع کیا ہے کیا، انھوں نے ایک ساتھ کئی سوال کیے

مجھے نہیں پتہ ہے کیا ہے اور کیوں میرے پاس آتے ہیں اور میں کیوں اس طرح کا کوئی بھی کام کروں گئی پروفیسر، تحمل سے جواب دیا

تمہارے پاس آتے ہیں مطلب اس بات کا، وہ ابھی بھی اس کی بات نہیں سمجھے تھے

یہ کارڈ میرے تک کوئی پہنچا رہا ہے اور مجھے اندازہ نہیں یہ کون کر سکتا اور کیوں کر رہا ہے، اس کے لہجہ سے لگ رہا تھا وہ شدید پریشان ہوا اس سب سے کوئی بھی ہو سکتا تھا

کیا ڈپٹی کے آفس چھوڑنے کے بعد سے ہو رہا ہے یہ سب کوئی کیسے یہ کارڈ رکھ سکتا ہے تم تک وہ بھی اس صورت میں کہ تمہیں وہ شخص دکھائی ہی نہ دیا ہو یہ سب کرتے ہوئے، ان کی ساری توجہ ان کارڈ پر تھی

مجھے وہ شخص دکھا مگر میں اسے پکڑ نہیں سکی نہ اس کے چہرے نہ کوئی اور شناخت مجھے ملی ہے اور عثمان عالم میرے اور کراچی کے تعلق سے واقف نہیں ہے اور اس کارڈ پر کراچی کے پوسٹ آفس کا کوڈ ہے، انگلی سے کارڈ کی طرف اشارہ کیا

ہو سکتا ہے اس نے پتہ کروالیا ہو یا یہ شخص زاویار بھی ہو سکتا ہے،

نہیں پراسیکیوٹر یہ سب بھی کر سکتے میں یقین ہی نہیں کر سکتی کیوں کے اگر وہ ہوتے تو مجھے اس کی وجہ پتہ کرنے کو کہتے اگنور کرنے کا نہیں، وہ زاویار کو اس کے نام بہت کم مخاطب کیا کرتی تھی

کسی پر اتنا اعتماد نہیں کرنا چاہیے، وہ اس کو نصیحت کر رہے تھے

مجھے کراچی جانا ہے، ان کی بات کا کوئی بھی جواب دیے بنا اس نے اپنی بات کی تھی

اور کراچی جا کر کیا ملے گا، کرسی سے ٹیک لگائے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہے تھے

جواب، یک حرفی جواب

اور اگر نہ ملا تو، وہی سنجیدہ انداز

تو مجھے افسوس نہیں ہو گا اس بات کا کہ میں کوشش نہیں کی، عہ بھی سنجیدہ تھی

تمہیں کراچی جا کر کچھ نہیں ملے گا، وہ اب اپنا کام کرنے لگے تھے

ہو سکتا ہے مجھے مل جائے کچھ نہ کچھ میں مزید یہ سب نہیں چاہتی ہوں اور مجھ سے زیادہ آپ بہتر جانتے ہیں کراچی کو اس کوڈ کو بھی، اس نے ایک سانس میں اپنی بات مکمل کی تھی

میں تم سے بہتر جانتا ہوں کراچی کو بھی اور اس کوڈ کو بھی اس لیے میں نے کہا کہ تم کراچی نہیں جاؤ گی تو مطلب نہیں جاؤ گی، کمپیوٹر سے نظر ہٹا کر رئیسہ کی طرف دیکھتے جواب دیا

چند لمحوں ان کی طرف دیکھتے وہ وہاں سے جانے کے لیے اٹھی وہ پروفیسر کی نہ کو ہاں میں نہیں بدل سکتی تھی وہ دروازہ پار کرتی اس کے پہلے پروفیسر حماد کی آواز آتی اس کے قدم اور سانس ایک لمحے کے لیے رو کے تھے

پرسوں رات کہا تھی تم، ان کا لہجہ پہلے سے زیادہ سنجیدہ تھا وہ آہستہ سے ان کی طرف موڑی

جی، نا سمجھی سے دوبارہ سوال کیا شاید اس نے کچھ غلط سنا تھا

پرسوں رات کہا تھی تم، سوال اب بھی وہی تھا "پولیس سٹیشن کیا کر رہی تھی تم پرسوں رات کو" وہ مزید بولے

کام تھا کچھ پولیس اسٹیشن اس اس لیے می، اس کے لہجہ میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی

میری ساری جوانی گزر گئی رئیسہ عدالتوں اور پولیس اسٹیشن کے چکروں میں ایسا کون سا کام تھا جو ساری رات نہیں ہوا، ان کے لہجہ میں سرد مہری تھی

میں میں اکیلی نہیں تھی، پروفیسر حماد پہلی بار اس سے ایسے بات کر رہے تھے اور یہ غلطی رئیسہ نے بھی پہلی بار کی تھی اس کی آنکھوں میں آنسوں چمکے تھے

مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تم وہاں اکیلی تھی یا پوری بارات ساتھ تھی مجھے یہ بتاؤ کہ تم وہاں ساری رات کیا کر رہی تھی، اس کے آنسو کی پرواکیے بنا وہ مزید بولے کم سے کم اس معاملے وہ رئیسہ کی حمایت برداشت نہیں کر سکتے تھے یا اس کو معاف نہیں کر سکتے تھی دوبارہ اگر کبھی مجھے اس طرح کی کوئی خبر ملی تمہارے بارے میں تو ضمانت کے لئے نہیں تدفین کے لیے آؤ گا، اپنی بات مکمل کرنے کے بعد وہ کام کرنے

وہ بے یقینی سے دیکھنے کے بعد وہاں سے چلی گئی یہ یقین کرنا بہت مشکل تھا کہ یہ بات اس سے کہی گئی ہے اور پروفیسر حماد نے کہی ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ منظر لاہور میں موجود ایک ولیمے کی تقریب کا تھا جو رات کے وقت اوپن ایر میں ہو رہا تھا تیز موزک اور قہقہوں کی آوازیں ہر طرف گونج رہی تھی ہر شخص وہاں موجود اپنی ذات میں مگن تھا کوئی لوگوں پر تبصرے کرتے اور کوئی کیمرہ ہاتھ میں لیے یہاں سے وہاں جاتے ہر مومنٹ کو کیپچر کرنے میں مصروف تھا ان سب لوگوں کی موجودگی میں دو لوگ ایسے تھے جو

ایک دوسرے کی طرف متوجہ تھے۔ینگسٹر کے لیے ائیڈیل کپل اور دوسروں کے لیے ڈیڑھ انچ کی مسجد بنا کے بیٹھنے والے یا زن مریدان کی زبان میں زیادہ بہتر تھا

ویسے ہمیں مصطفٰی کو ساتھ لانا چاہیے تھا اسے مزہ آتا یہاں، کھانا کھاتے یہاں وہاں لوگوں کو دیکھتے وہ احمر سے مخاطب تھی

مجھے یقین ہے وہ یہاں سے زیادہ اپنے ماموں کی کمپنی انجوائے کر رہا ہو گا، خوشگوار انداز۔

وہ کر رہا ہو گا مجھے یقین ہے زاویار نہیں کر رہا ہو گا وہ اس کے کلر خراب کرے گا، وہ دونوں بلیک ڈریس میں ملبوس تھے۔منتہا بلیک فراک کے ساتھ حجاب کیے دوپٹہ کندھے پر پھیلائے ہوئے تھے اور احمر بلیک ڈریس میں ملبوس تھا

تمہارے بھائی کو مسئلہ طرف میرے سے ہوتا ہے کہ میں اس کی چیزوں کو کیوں چھیڑتا ہوں مصطفٰی کے معاملے میں وہ ایسا نہیں ہے، وہ اس شکایت لگا رہا تھا یا بتا رہا تھا وہ سمجھ نہیں سکتی

وہ بیٹا بھی تو آپ کا ہے نہ، کھانا کھاتے دوبارہ بولی

وہ بیٹا اس کی بہن کا ہے، اس کی انداز پر منتہا ہنسی تھی

اور زاویار کی بہن بھی تو احمر ملک کی ہے نہ، اب اس کے جواب پر احمر گردن نیچے کیے ہنسا تھا

اسی بات کو تو دکھ ہے، وہ ہنسے کے درمیان بولا

آپ کو، منتہا حیرانی سے بولی

خدا کا خوف کرے بیگم مجھے کیوں ہو گا آپ کے بھائی محترم کی بات کر رہا ہوں، وہ اس کی طرف متوجہ تھا

نہیں اسے کوئی دکھ نہیں ہے آپ کیسے میرے بھائی کو ایسے کہہ سکتے ہیں، وہ بگڑی تھی

ویسے یہ منافقت ہے بھائی کے سامنے شوہر کی اور شوہر کے سامنے بھائی کی سائڈ لینا، ہاتھ میں موجود چمچ سے اس کی طرف اشارہ کیا

یہ تو میرا بھائی بہت اچھا ہے، اور وہ ایسا نہیں ہے، اس کے لہجہ میں بہت کچھ تھا زاویار کے لیے اگر وہ یہ سن لے نہ تو خوشی سے مر جائے، وہ ہنسا تھا

اللہ نہ کرے، ویسے آپ یہ رونق دیکھنے کیوں نہیں جا رہے، ہال کی دوسری جانب اشارہ کرتے احمر سے سوال کیا

آپ خوش قسمتی سمجھے اپنی کہ آپ کے شوہر کا دل اس دنیا کی رونق میں نہیں لگتا، اس کی نظریں منتہا پر تھی

میں اعزاز سمجھتی ہوں اس کو شوہر محترم، اور کی نظروں میں دیکھتے جواب دیا تھا

وہ کوئی بھی جواب دیتا کہ اس کو خاموش ہونا پڑا۔

اپنے نام کی آواز پر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا وہ اس تقریب کا میزبان تھا

آؤ احمر تمہیں مل کر پکچر لیتے ہیں کب سے تم مصروف ہو یہاں آجاؤ، کندھے کے گرد ہاتھ رکھے وہ اس کو ساتھ لے کر جانے کی ضدی کر رہا تھا

آجائے منتہا آپ بھی بور ہوں گئی یہاں اکیلی، حالانکہ احمر یہ کہنا چاہتا تھا کہ میں بور ہو جاؤں گا

نہیں آپ جائے میں ٹھیک ہوں یہاں ویسے بھی پاؤں میں درد ہیں، ہیلز کی وجہ سے آپ جائے، احمر کی طرف دیکھتے اس نے جانے سے منع کیا

اس کے جواب پر وہ نیم مطمئن سا اس شخص کے ساتھ چلا گیا ابھی اس کو گئے آدھا گھنٹہ ہی گزار تھا کہ وہ دوبارہ منتہا سے پاس موجود تھا

کیا ہوا آپ واپس آگئے، اس نے نا سمجھی سے سوال کیا

لاؤ ہیلز چینج کر لاؤ، اس کی بات کا جواب دیے بنا وہ اس کی پاؤں کی طرف جھکا منتہا نے بے ساختہ اپنے پاؤں اس کی پہنچ سے دور کیے تھے

نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے میں ٹھیک ہوں خود اتار لو گی میں جوتا، تیزی سے بولتی وہ اپنے پاؤں پر جھکی تھی

جوتا اُتار ایک سیڈ پر رکھنے کی بجائے وہ جوتا پکڑے ہال سے باہر اپنی گاڑی کی طرف جانے لگا وہ مسلسل منتہا کی آواز کو سنی ان سنی کرتا جا رہا تھا

کیا ہوا احمر کہاں جا رہے ہو کوئی مسئلہ ہے سب ٹھیک ہے نہ یار، اس تقریب کا میزبان احمر کو باہر جاتا دیکھ کر اس کی طرف بھرا

نہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے میں ٹھیک ہوں بس کام تھا کچھ پارکنگ تک جا رہا ہوں، اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے تسلی دی

خیریت،

وہ جوتا چینج کرنا تھا بس باقی ٹھیک ہے سب سکون کرو تم، اس کے مسلسل سوالات اور نظروں سے بچنے کے لیے اس کو بات بتانی پڑی

اچھا تو رو کو تم کیوں جاؤ گئے میں ویٹر سے کہہ دیتا ہوں وہ کر دیے گا، اس سے بول کر وہ ویٹر کو آواز دینے لگا

ارے نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے میں ٹھیک ہوں کر لو گا میں، احمر نے تیزی سے منع کیا تھا

اگر ویٹر سے مسئلہ ہے تو میں کر دیتا ہوں، وہ کچھ انتاہی مہربان انسان تھا

نہیں میں خود کر لوں گا یار میری مسسز کے جوتے ہیں چینج بھی کرنے ہیں میں خود کر لوں گا،

وہ اب اس کو سیدھے الفاظ میں یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اسے پسند نہیں تھا کوئی اس کے علاوہ

منتہا کی چیزوں کو چھوئے پھر وہ اس کے جوتے ہی کیوں نہ ہوں

پندرہ منٹ بعد منتہا نے اس کو اپنی طرف آتے دیکھا تھا اس کے ہاتھ میں ہیلز کی بجائے ایک

آرام دہ سلیپر تھے

یہ آج بھی آپ کے پاس ہیں، منتہا نے کچھ حیرانی سے پوچھا تھا

یہ ہمیشہ میرے پاس ہوتے ہیں، جواب فوراً آیا تھا

اور وہ کیوں، وہ الجھی تھی

کیوں کہ میری بیگم کو جیتنی ہیلز پسند ہیں اتنی ہی ہرٹ بھی کرتی ہیں آخر میں اس لیے، مزید

کچھ کہہ نہیں سکتی جواب اتنا ہی غیر متوقع تھا اس کے لیے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ڈپٹی کمشنر آفس، لاہور

وہاں اس وقت سب معمول کے مطابق چل رہا تھا شور لوگوں کی باتیں، کام کے سلسلے میں

یہاں سے وہاں جاتے لوگ وہاں ہر چیز ہر شخص ٹھیک تھا سوئے خود ڈپٹی کمشنر کے وہ مسلسل

بلند آواز میں احمر کو برا بھلا کہنے میں مصروف یہاں سے وہاں چکر لگا رہے تھے ان کا بس چلتا تو احمراب تک اس دنیا میں نہ ہوتا اور رئیسہ بھی پر وہ مزید ریسک نہیں لے سکتے تھے

سر ذوالفقار سر آئے ہیں، آفس کا کوئی شخص ہڑبڑاہی کے عالم میں بنا دستک دیے اندر داخل ہوا

تو کیا کروں میں، وہ اسی طرح چیخ کر مخاطب ہوا تھا

میں میں لے آؤان کو آپ کے آفس، وہ کچھ گڑ بڑا یا

تم روک کیسے ہو اس کو، بازو لمبے کیے اشارہ کیا

نہی... نہیں،

تو جاؤ پھر یہاں سے فضول کے سوال نہیں کرو، وہ شخص بنا کچھ کہے وہاں سے چلا گیا

کمشنر کے آفس میں ایک ساتھ کئی گاڑیاں داخل ہوئی تھی جن میں بلیک رولز روئس بھی شامل تھی وہاں موجود ہر گارڈ اس گاڑیوں کو پہچانتے تھے نہ طرف گاڑیوں کو بلکہ اس شخص کو جس کی یہ ملکیت تھی

ذوالفقار رضا کو آفس کا دروازہ کھولنا نہیں پڑا تھا کیونکہ عثمان عالم وہاں پہلے سے موجود تھا بیگی بلی کی طرح آفس میں اب چار لوگ موجود تھے ذوالفقار رضا جو ٹیبل کے اطراف کی کرسی پر

بیٹھا تھا اور ڈپٹی کمشنر اس کے مقابلہ کھڑا تھا حیدر ان سے کچھ فاصلے پر ہاتھ باندھنے کھڑا تھا اور طلحہ ذوالفقار آفس میں موجود صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے اس سارے تماشے کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا جو اس کا باپ لگنے والا تھا

کام ہو گیا عثمان صاحب جو دیا تھا آپ کو، ان کا لہجہ براعام سا تھا

جی ہو گیا سر آپ کا دیا کام کیسے نہیں ہو سکتا تھا، ڈی سی نے بنا گھبرائے جواب دیا

نوازش آپ کی ورنہ میرے دیے ہوئے کام کم ہی لوگوں کرتے ہیں، گردن گھوما کر طلحہ کی طرف دیکھا تھا اس نے جواب میں لاپرواہی میں اپنی آنکھیں گھومئی تھی

چلے پھر فائل دیے دیں ضرورت پڑ سکتی ہے، طلحہ کو اگنور کیے وہ دوبارہ مخاطب ہوئے

آ آ وہ دراصل اس وقت نہیں ہے میں کل تک یا جب بھی آپ کو ضرورت پڑے گی میں آپ تک پہنچادوں گا، انہوں نے اپنا لہجہ بہت حد تک نارمل رکھا تھا

ارے آپ کیوں تکلیف کرئے گئے میں آگیا ہوں آپ ابھی دیے دیں پھر مسئلہ نہیں ہو گا،

ذوالفقار کے اسرار پر اب ڈپٹی کمشنر کی ہوائیں اڑائی تھی

مجھ سے تو کبھی آپ نے اتنے تحمّل سے بات نہیں کی وہ بھی کام خراب کرنے کے بعد، طلحہ نے مداخلت کی پہلی بات کو ذوالفقار رضا سے کہہ کر دوبارہ کمشنر کی طرف متوجہ ہوا

دیکھو کمشنر جو کچھ یہاں ہو رہا ہے میں مزید اس کو ہضم نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس میں دلچسپی دکھانے کی ایکٹنگ کر سکتا ہوں تم اب مانو یا نہ مانو اگر اس فائل کو تم نے سودا کر دیا گم کر دیا واٹ ایور جو بھی کیا مجھے اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے سوال ہے سیدھا سا جواب دے دو تمہیں اپنی زندگی زیادہ عزیز ہے یہ اپنی نوکری، اس کے مقابلے کھڑا وہ بہت عام انداز میں جواب مانگ رہا تھا

سوچ سمجھ کر جواب دینا کیونکہ زندگی رہی تو نوکری نہیں رہی نوکری رہی تو زندگی نہیں رہے گی "اس کے جواب کے انتظار کے دوران وہ ٹیبل پر اپنی انگلی بجانے لگا

کمشنر کے کچھ کہنے سے پہلے آفس میں فون کی آواز گونجی تھی احمر ہڑبڑاہی کے عالم میں معذرت کرتا باہر آفس سے باہر چلا گیا طلحہ کی نظریں باہر جانے تک اس پر تھی

بجاااان۔۔، وہ بہت مشکل سے اٹک اٹک کر بولا

ہائے میں صدقے جاؤں سامان سمیٹو اپنا شاباش، اس کا گال تھپتھپاتے بڑے پیار سے حکم دیا تھا

آپ کو کوئی مسئلہ تو نہیں ڈیڈ۔۔۔ خیر چھوڑیں آپ کو کب نہیں ہوتا میرے سے مسئلہ، خود سے سوال کا جواب دیتے وہ باہر چلا گیا

آپ کو کیا ضرورت تھی مجھے فون کرنے کی میں میں اتنی مشکل سے نکل کے آیا ہوں وہاں سے، حیدر فون پہ بات کرتے جھنجلایا تھا

اور تمہیں کیا ضرورت تھی فون بند کرنے کی کہاں ہو تم، وہ بھی اس کے انداز میں بولی

میں ایک منٹ اب آپ یہ نہیں کہنا کہ آپ یہاں ہیں، اس نے گردن گما کر آس پاس دیکھا

ہاں میں ہوں یہاں اور تمہاری لاش کا بندوست کرنے آئی

تھی انسانیت کی خاطر،

استغفراللہ میں کہاں مرنے والا ہوں، وہ تڑپ کر بولا تھا طلحہ نے اچانک اس کے کان سے فون کھینچ کر سپیکر پر کیا

مرے نہیں ہو پر مار جاتے کیونکہ وہ ذوالفقار رضا میرے خیال میں کچھ اتنا ہی خبیث انسان ہے،

ہیلو حیدر، ہیلو سچ میں تو نہیں مر گئے نہ کہی، حیدر نے حیرانی سے فون کو دیکھا اور پھر طلحہ کو یقیناً اس نے رئیسہ کی کہی بات سن لی تھی

رنگ کیوں اڑا ہوا ہے تمہارا اور جواب کیوں نہیں دیے رہے تھے فون پر، منظر عام پر اب رئیسہ بھی موجود تھی

طلحہ ذوالفقار، حیدر نے آنکھ کے اشارے سے اس کی طرف متوجہ کیا تھا

تو کیا اچار ڈالو میں اس کا۔۔اسلام و علیکم، پہلی بات حیدر سے کہنے کے بعد وہ اس شخص کی طرف متوجہ ہوئی جو وہاں موجود تھا

وعلیکم السلام طلحہ ذوالفقار، متاثر کن انداز میں اس کی طرف دیکھتے جواب کے ساتھ تعارف دیا تھا

اوور رئیسہ ارسلان احمد، اس نے عام سے انداز میں اپنا نام دوہرایا

جہاں تک مجھے لگتا ہے آپ کے میرے ڈیڈ کے لحاظ سے بہت اچھے خیالات ہیں، تنزیہ انداز میں کہتے اس نے فون حیدر کی طرف بڑھا تھا

بڑی حیرانی کی بات ہے سب سنے کے بعد بھی آپ تصدیق کر رہے ہیں آپ کی جگہ یقیناً کوئی اور ہوتا تو اب تک مار دیتا مجھے، طلحہ جو تاثر اس کے چہرے پر دیکھنا چاہتا تھا وہ اسے ڈھونڈنے میں ناکام رہا تھا

کوئی شک نہیں، میں یہی کرتا اگر آپ کی جگہ کوئی آدمی ہوتا کیونکہ میری نظر میں "عورت قابل محبت سے زیادہ قابل احترام ہے "،

اتنا احترام بھی نہ کرے کس دن نہ قابل تلافی نقصان کروا لے گئے اپنا، مشورہ تھا یا آگاہی وہ سمجھ نہ سکا

جس دن ہو گا نقصان اس دن اصول بدل لو گا میں، مدھم آواز میں کہتا وہ وہاں سے چلا گیا

حیدر اور رئیسہ دوبارہ اپنی بحث میں مصروف ہو گئے تھے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کراچی، پاکستان

ہمیشہ کی طرح آج بھی رئیسہ سکول سے آتے ہوئے فیضان کے لیے کچھ نہ کچھ لے کر آئی تھی گھر داخل ہوتے ہی بیگ ایک سیڈ پر پھینکتے بلند آواز میں فیضان کو آوازیں دینے لگی اپنے پوشن میں طرح طرف دیکھنے کے بعد وہ اوپر گئی تھی وہ بہت احتیاط سے اوپر جا رہی تھی کیونکہ سیڑھیوں پر جگہ جگہ پانی گرا تھا شاید اوپر کوئی فرش دھو رہا تھا رئیسہ سید ھا دانیال کے فلور تک گئی تھی ابھی اس نے مکمل سیڑھیاں پار نہیں کی تھی آواز پر وہ ایک دم سے روک کر نیچے دیکھنے لگی سیڑھیوں پر پانی کے ساتھ خون بھی شامل تھا وہ وہی کھڑی حیرانی کے عالم میں نیچے دیکھی رہی تھی دانیال آواز سن کر نیچے آیا تھا

کیا ہوا رئیسہ آپ کو اور آواز کسی کی تھی چوٹ لگی ہے کہی، وہ اس کو ہر طرف سے دیکھنے لگا

اس کے خاموش رہنے پر دانیال نے رئیسہ کی نظروں کی سمت دیکھا تھا

بھابھی، فیضان، وہ ہڑبڑاہی میں نیچے کی طرف بھاگتا فیضان اور رئیسہ کی ماما کو آواز دینے لگا تھا

ان کے آنے سے پہلے وہ فیضان کو پکڑے باہر بھاگا تھا

کیا ہوا دانیال آواز دے، بات مکمل کرنے سے پہلی ان کی نظریں پانی کے ساتھ شامل خون کی طرف گئ تھی

کیا ہوا یہ کس کو چوٹ لگی ہے دانیال گرا کہاں ہے وہ، ان کا دھیان فیضان کی طرف نہیں گیا تھا جا بھی نہیں سکتا تھا

نہیں بھابھی دانیال نہیں گرا فیضان گرا ہے سیڑھیوں سے وہ رئیسہ کی طرف جا رہا تھا رئیسہ نے گرایا ہے، افشاں کی ماما ایک سانس میں بولی تھی رئیسہ ابھی بھی اسی جگہ پر کھڑی تھی

کہاں کہاں لے کر گیا دانیال اس کو کیا ہوا کیسے گرا وہ نہیں وہ تو گر نہیں سکتا ہے کہاں ہے دانیال اور فیضان، وہ بلند آواز میں بولتے باہر کے دروازے کی طرف بھری تھی خون کے نشان وہاں بھی کہی کہی تھے

وہ ساری رات رئیسہ نے اکیلے گھر میں گزاری تھی وہی سیڑھیوں پر بیٹھے اس کے ہاتھ میں وہ چیز اب بھی موجود تھی جو وہ فیضان کے لیے لائی تھی افشاں کی ماما گھر صاف کرنے کے بعد افشاں اور عشاء کو لے کر ہاسپٹل چلی گئی تھی اس کی ساری فیملی نے رات ہاسپٹل میں گزاری تھی وہاں کیا ہو رہا تھا کیا ہو سکتا تھا اس کو اندازہ نہیں تھا نہ وہ کر سکتی تھی

رئیسہ کہاں ہے، ہاسپٹل کی مصروفیات میں دانیال کو رئیسہ کا خیال ہی نہیں آیا تھا

یہاں تو نہیں ہے، عشاء نے جواب دیا

آپ کے ساتھ نہیں آئی وہ، عشاء سے سوال کیا تھا

نہیں ہم تو چاچی ساتھ آئی ہیں سکول سے سیدھا، اسے بے اختیار افشاں کی ماما پر بہت غصہ آیا تھا

چلو آٹھو گھر چلے ہم یہاں آپ کا کوئی کام نہیں ہے، اس نے افشاں اور عشاء کو اشارہ کیا

نہیں نہیں میں افشاں کو نہیں بھیجو گی رئیسہ کا کیا بھروسہ اس کے ساتھ بھی وہی کرے جو فیضان کے ساتھ کیا ہے میں ساتھ جاؤ گی اس کے، ان کی بات پر رئیسہ کی ماما نے سر اٹھا کر دیکھا تھا پر کچھ کہا نہیں تھا

Clubb of Quality Content

رئیسہ بچے کہاں ہو، وہ گھر آ کر اس کو آوازیں دینے لگا تھا سیڑھیاں چڑھتے وہ اس کو آواز دینے میں لگا تھا وہ وہی تھی جہاں اس نے آخری بار رئیسہ کو دیکھا تھا گھر مکمل طور پر اندھیرے میں ڈوبا تھا

رئیسہ گڑیا آٹھو یہاں کیوں بیٹھی ہو آپ، اس کے سامنے گھٹنوں پر بیٹھے وہ اس کو پیار کرنے لگا بکھرے بال چہرے پر انسو کے نشان مدھم سے موجود تھے اس غصہ آیا تھا اپنی لاپرواہی پر

چاچو فیضی کو کیا ہوا ہے، بولتے ساتھ ہی وہ بلند آواز میں رونے لگی اسے سمجھ نہیں آیا وہ کیا کرے اور کیا کہے وہ بری طرح سے ڈری ہوئی تھی

کچھ نہیں ہوا فیضی کو وہ ٹھیک ہے آپ نے کیا حال کر کیا اپنا ہاں کھانا کھایا آپ نے، اس کو محبت سے گلے لگاتے وہ اس کو تسلی دینے لگا ساتھ اس کے بال سنوارنے میں لگا تھا

کھانا کھایا آپ نے، دانیال نے سوال دو بار دوہرایا تھا جواب میں اس نے اپنی گردن کو نفی میں ہلایا تھا اور ہاتھوں سے اپنے آنسو صاف کرنے کی ناکام کوشش کی تھی

چلو آؤ اوپر منہ دھو پھر کھانا کھاتے ہیں پتہ میں بھی کب سے کچھ نہیں کھایا، اسے گود میں اٹھے وہ اوپر کی۔ طرف جانے لگا

کھانا کھانے کے بعد وہ بہت دیر تک رئیسہ سے باتیں کرتا رہا تھا اور اس کو بہلاتا رہا اس کا ڈر بہت حد تک ختم ہو گیا تھا اپنی باتیں کرتی کہانیاں سناتے کب اس کو نیند آئی اس کو اندازہ نہیں ہوا وہ دانیال کے ہاتھ پکڑ کر سو رہی تھی اس ڈر سے کہ وہ پھر اکیلی رہ جائے گی' دانیال ساری رات اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتا رہا تھا اس احساس کے ساتھ کہ وہ اس کے پاس موجود ہے

سکول لے جانے کی بجائے وہ رئیسہ کو ہاسپٹل لے کر آیا تھا فیضان سے ملوانے کے لیے

دانیال رئیسہ کو اس کی ماما کے پاس چھوڑ کر ڈاکٹر کے پاس گیا تھا

ماما فیضی کو کیا ہوا ہے، معصومیت سے سوال کیا

اس کو چوٹ لگی پر آپ دعا کرو گئے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا آپ کرو گی نہ دعا، انہوں نے رئیسہ کو گلے لگایا تھا

میرے دعا کرنے سے وہ جلدی ٹھیک ہو گا، سر اٹھا کر پوچھا تھا

بالکل آپ کو بہت پسند ہے نہ فیضی تو وہ آپ کی دعا سے جلدی ٹھیک ہو جائے گا، ان کی آنکھوں میں نمی لہرائی تھی

باہر بلند آوازوں اور شور کی وجہ سے دانیال ڈاکٹر سے معزرت کرتا باہر نکل آیا تھا باہر کا منظر دیکھتے لمحے کے اس نے حواسوں کو گم ہوتا محسوس کیا تھا ارسلان احمد مسلسل رئیسہ کو برا بھلا

کہتے اس کو گلا دبانے میں لگے تھے بہت سے لوگ ان کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے وہ اس لمحے میں ان تک آیا تھا اور شدید غصے کے عالم میں اس نے پوری طاقت سے ارسلان احمد کو پیچھے کی طرف دھکا دیا تھا اس نے پہلی مرتبہ ارسلان پر ہاتھ اٹھایا تھا

دماغ خراب ہو گیا آپ کا علاج کروائے آپ اپنے دماغ گا بہت ضرورت ہے آپ کو اس کی آخر آپ چاہتے کیا ہیں وہ بیٹی ہے آپ کی، شدید غصے سے اس کی آواز بلند ہوئی تھی

نہیں ہے یہ میری اولاد نہ مجھے اس جیسی اولاد کی ضرورت ہے سمجھے تم میری طرف سے کل کی مرتی آج مرے یہ اور مجھے جب بھی موقع ملا میں ماردوں گا اس کو دیکھ لینا تم اس کی وجہ سے میرا بیٹا اس حال میں، وہ ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرتے چیخ رہے تھے

اگر آپ نے دوبارہ رئیسہ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں آپ کو ماردوں گا اور یہ بول جاؤ گا آپ سے میرے کیا رشتہ ہے آپ کی بیٹی مر گئی نہ آپ کے لیے آج سے اور ابھی سے میں اس کا سرپرست ہوں اور آپ یہ مت بھولیں کہ اگر آپ نے دوبارہ ایسا کچھ کیا تو میں کس حد تک جا سکتا ہوں یہ میری بیٹی ہے اور میں اس کی پرورش آپ سے اچھی کروں گا، سخت نظروں سے دیکھا وہ ارسلان احمد کو بہت کچھ باور کروا گیا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ لمس وہ لہجہ وہ الفاظ رئیسہ کی یاداشت کا حصہ بن گئے وہ اس عمر میں بھی ان الفاظ اور لہجہ کی تاثیر سمجھ سکتی تھی رونے اور گلا دبانے کی وجہ سے اس کا سانس بے ترتیب ہونے لگا تھا دانیال اس کو گلے لگائے اس کی کمر رب کرنے میں لگا بہت رونے کی وجہ سے اس کے حواس گم ہو گئے تھے وہ دانیال کی بازوں میں بے ہوش ہو گئی۔

دانیال اس کو اس طرح بازوں میں لیے ڈاکٹر کی طرف بھاگا تھا زاہرہ (رئیسہ کی ماما) اس کی طرف جاتی کہ ارسلان کی آواز پر ان کو رکنا پڑا

اگر تمہیں اس کا اتنا ہی خیال ہے رئیسہ کا تو طلاق لے لو اور چلی جاؤ اس کے پیچھے، ارسلان احمد غصے سے بولے وہ خاموشی سے آنسو بہاتی وہی بیٹھ گئی نظریں اس طرف تھی جہاں دانیال رئیسہ کو لے کر گیا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور ہائیکورٹ،

اسلام وعلیکم پراسیکیوٹر میرے، آفس میں داخل ہوتے وہ خاموش ہو گی ؑوہاں پروفیسر حماد موجود تھے فائل کو ایک سیڈ ٹیبل پر رکھتے وہ پانی پینے کے لیے موڑی تھی اس نے الگ سے سلام نہیں کیا تھا

وعلیکم السلام، جواب پروفیسر کی طرف سے آیا تھا

بات نہیں کرنی کیا میرے سے، وہ اس کی طرف مڑے ان کا لہجہ خوشگوار تھا

سر وہ ایک فائل پر سائن چاہیے تھے آپ کے، ان کو نظر انداز کرتے وہ زاویار سے فائل سائن کرنے والی دیکھنے لگی

میں آپ سے مخاطب ہوں رئیسہ ارسلان احمد، وہ اس کی طرف دیکھنے لگے رئیسہ نے وہ فائل ڈھونڈ کر زاویار کے سامنے رکھی

جی انکل، وہ ان کی طرف متوجہ نہیں تھی پر جواب دے دیا تھا

کیا ہوا ہے کالج نہیں آرہی، زاویار وہ پیپرز سائن کرنے کے سلسلے میں باہر چلا گیا تھا

وہ یہاں کام بہت ہے نہ آج کل اور کالج آنے کا دل نہیں کرتا بس اس لیے، اس کی آواز مدھم تھی

ناراض ہو، لہجہ مزید نرم کیا تھا

نہی نہیں تو میں کیوں آپ سے ناراض ہوں گی، اس کی سانس گیلی ہونے لگی تھی

بیٹا اس دن آپ کی غلطی نظر انداز کرنے والی نہیں تھی، اس کا بازوں پکڑ کر اپنے سامنے بٹھایا تھا

پر وہ میری غلطی نہیں تھی انکل، اس کی آنکھوں میں نمی تھی

پر نقصان تو آپ کو ہی ہوتا نہ،

میں اکیلی نہیں تھی انکل، ہاتھوں سے آنسو صاف کیے

بے شک آپ کی نہیں ہو گی پر آپ اس میں شامل تھی دوست زندگی کا ایک اہم حصہ ہیں ان کے ساتھ گھومنا مزے کرنا سب کا حق ہے پر آپ یہ بات یاد رکھے دوست دن کے بارہ گھنٹے آپ کے ساتھ ہوں کہ رات آپ کو اکیلے گزارنی ہی پڑے گئ آپ کی رسوائی صرف آپ کی ہے اپنے اعمال کا جواب انسان خود دیتا ہے دوست یا کوئی دوسرا شخص نہیں دیے سکتا، وہ بہت ٹھہر ٹھہر کر بولے تھے

پر آپ آرام سے بھی کہہ سکتے مجھے، اس نے گہری سانس لی وہ جواب میں ہنس دیے

مجھے اندازہ ہے کہ آپ کو یہ بات آرام سے سمجھ نہیں آئے گی پر میرا یہ بھی ارادہ بالکل نہیں تھا، اس کے آنسوں کی طرف اشارہ کیا

وہ اب اس دن کی ساری داستان ہاتھوں کو حرکت دیتی پروفیسر حماد کو سنا رہی تھی کیا ہوتا تھا اس دن اور کیوں ہوا اور وہ خاموشی سے اس کو سن رہے تھے دانیال احمد کے بعد وہ یہ کام کرتے تھے

پروفیسر حماد اب چلے گئے تھے اور وہ پر سکون سی آفس میں بیٹھی فون استعمال کر رہی تھی

زاویار کے آنے کے بعد وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی

ہو گئے سائن پیپرز، وہ جلدی اس کی طرف متوجہ ہوئی

کس چیز کہ پیپرز تھے یہ، فائل لہرا کر پوچھا تھا

ضمانت کے پیپرز اور کس چیز کے ہوں گے، اس کا لہجہ نارمل تھا

9" کے نہ "اس کے جواب کا c کس کیس کی ضمانت کے پیپرز ہیں یہ، زاویار کا لہجہ ہموار تھا

انتظار کیے بنا وہ بولا

سوری، اس کے نہ لہجہ میں شرمندگی تھی نہ چہرے پر

آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہیے، فائل ٹیبل پر رکھی تھی یا ماری تھی کہنا زیادہ بہتر تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زاویار سے فائل لینے کے بعد وہ باہر کورٹ میں موجود ان لوگوں کے پاس آئی تھی جن کی وہ فائل تھی میڈیم لونگ بٹن شرٹ کے ساتھ وائٹ ٹراؤزر پہننے ہوئے تھی بال پونی میں باندھے ہونے کے باوجود بھی چہرے پر لہرا رہے تھے وہ حسین تھی یا لگتی تھی کہنا مشکل تھا

فائل، یک طرفہ لفظ بول کر اس نے وہ فائل ان کے سامنے کی

کیا بات ہے بنا پیسوں کہ یہ کام کر دیا جو پیسوں سے نہیں ہوا،اس کا لہجہ بہت نہ مناسب تھا

فائل چاہیے یا پاڑ دوں،وہ غصے سے بولی تھی

ارے فائل کیوں پاڑے گی آپ میں آپ کو اوفر دیے رہا ہوں پیسہ بہت ہے،اب دوسرا شخص بولا تھا

سیر یسلی کتنا پیسہ ہے،اس نے دلچسپی دیکھائی تھی

بہت جینا کھوا تنا،ان کے چہرے پر کمینگی جھلکتی تھی

تو پھر اتنے پیسوں میں سے کچھ لگا کر دماغ اور چہرے دوں کی سر جری کروالو دیکھنے والوں کا دل اور موڈ خراب ہونے سے بچ جائے گا سا(مزید آپ سمجھ دار ہیں)،اس نے وہ فائل ان دونوں میں کے ایک کے سینے پر بہت بری طرح سے ماری تھی

اسلام و علیکم،وہ دونوں شخص گاڑی میں بیٹھتے کے آواز پر وہ متوجہ ہوئے تھے

و علیکم،جواب پورا ہونے سے پہلے اس کی ناک پر شدید قسم کا مکا پڑا تھا دوسرا شخص آگے آیا اس کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا

کون ہے تم آخر کیمنے انسان،ناک کو پکڑئے وہ دیر سے بلبلے تھے

Clubb of Quality Content

تمہارا باپ گھر سے نکلتے ہوئے نام نہیں بتایا تمہاری ماں نے، وہ آواز زاویار ملک کی تھی اور یہ حملہ اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ رئیسہ اور ان کی گفتگو سن چکا ہے

تیرا مسئلہ کیا ہے آخر، وہ پھر بولے تھے اور زاویار نے پھر حملہ کیا تھا

تمہاری ہمت کیسے ہوئی پیسوں کی بات کرنے کی، اب وہ چیخا تھا

اووا چھا اس وکیل، وہ پھر جملا پورا نہیں کر سکا

نام مت لو، زاویار نے اس شخص کا گریبان پکڑا تھا اس دوران دوسرے شخص نے زاویار پر حملہ کیا تھا لڑائی اور شور کی وجہ سے بہت سے لوگ وہاں جمع ہوئے تھے

دوبارہ کسی خاتون کو مخاطب کرتے ہوئے یہ درد یاد کر لینے تم دونوں ایسی جگہ ماروں گا نہ پانی بھی نصیب نہیں ہو گا، اپنا آپ لوگوں سے چھڑواتے وہ دوبارہ ان دونوں کی طرف آیا تھا ہاتھ سے بال اور کوٹ ٹھیک کرتے وہ وہاں سے چلا گیا تھا

اپنی گاڑی میں بیٹھے وہ کسی کو فون کرنے لگا تھا ساتھ بہت سے ٹیشو پیپر ز لیے اپنا چہرہ اور ہاتھ صاف کرنے لگا

اسلام وعلیکم پراسیکیوٹر صاحب کیسے یاد کیا آپ نے، دوسری طرف موجود شخص بولا

کام پڑ گیا آپ سے جیلر صاحب، اس کا لہجہ اب نارمل تھا

حکم کریں، دوسری طرف موجود شخص کا لہجہ بہت خوشگوار تھا

حکم نہیں دوخواست ہے،

ضمانت روکنی ہے اس شخص کی، زاویار نے اس شخص کی تفصیلات بتائی تھی جس کے پیپرز اس نے سائن کروائے تھے

خیریت ہے پہلے کبھی ایسے معاملے میں نہیں آئے تو پھر اب، اسے کچھ تجسس ہوا تھا

کچھ کام زندگی میں کرنے پڑتے ہیں نہ چاہتے ہوئے بھی اختیار ہوتے ہوئے بھی بے اختیار ہونا پڑتا ہے، اسے رئیسہ کا وہ مان یاد آیا تھا کوئی کرے یا نہ کرے زاویار اس کے لیے وہ کام کر دیے گا اسے لگا تھا اس نے زاویار کو بیوقوف بنایا ہے اور اس نے خود کو بیوقوف رہنے دیا تھا

پر ان کے خلاف کوئی ایف آئی آر نہیں ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے، ایک اور جواز پیش کیا

میرے کہنے کے بعد بھی آپ کو ایف آئی آر کی ضرورت ہے، اب اس کا لہجہ تھوڑا سخت تھا وہ اللیگل کام بہت کام کرتا تھا پر جب کرتا تھا تو لوگ لیگل اور اللیگل کی تھیوری اپنے دماغ سے مائنس کر دیتے تھے

معزرت سر پر آپ یہ بتا سکتے ہیں قصور کیا ان کا، وہ جیلر تھا بال کی کھال تک جانا اس کے خون میں شامل تھا

خاتون سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے اس لیے، زاویار اب تنگ آ گیا تھا اس کے سوالوں

سے

کمال کی بات ہے کچہری میں ہوتے ہوئے آپ سے اس بات کی توقع نہیں تھی کہ خاتون سے

بات کرنے کی تمیز نہیں بلکہ یہ زیادہ بہتر رہے گا اگر آپ کہے کہ "آپ کی خاتون" سے تمیز

سے بات نہیں کی، وہ بات کے آخر میں ہنسا تھا

اپنے دماغ کہ گھوڑوں کو لگام دو جیلر اور اتنا کروں جیتنا کہا ہے، اسے غصہ آیا تھا اس کے عجیب

اندازہ سے اس کے ہاں کہنے پر زاویار نے فون رکھا اور گاڑی چلانے لگا

آدھے گھنٹے کے بعد اس کی گاڑی کمشنر کے آفس میں پارک ہوئی تھی اس کا حلیہ پہلے سے بہت

بہتر تھا اور ہاتھ میں کافی لیے وہ کمشنر کے آفس کی طرف گیا

او و ہیلو آپ ابھی یہی ہیں مجھے لگا چلے گئے ہوں گئے، خوشگوار لہجہ میں مخاطب ہوتے وہ اس

کے سامنے کرسی پر بیٹھا

طبیعت ٹھیک ہے آپ کی اور یہ بوکس کس لیے، اطراف میں نظریں گما کر خاکی رنگ کے

بوکس کی طرف اشارہ کیا جن میں کچھ خالی اور کچھ بھرے پڑے تھے

ایکٹنگ کرنا بند کرو، کمشنر کا لہجہ سخت تھا

ویسے کمشنر آ آمیرا مطلب ایکس کمشنر اتنی جلدی تو کسی کا تبادلہ نہیں ہوتا جتنی جلدی تمہاری نوکری گئی ہے، وہ اپنی بات پر ہنسا تھا

یہ سب تم نے کیا ہے، ان کو شک ہوا

خدا کا خوف کرو نوکری کے ساتھ دماغ بھی چلا گیا ہے کیا میں تمہیں نوکری سے کیسے نکال سکتا ہوں ایک معمولی پبلک پراسیکیوٹر، اس نے کافی کے ٹیبل پر اپنی انگلی بجانا شروع کی

اگر یہ سب تم نے کیا ہے تو تم بہت پچھتاؤ گے،

سیریسلی ایکس کمشنر تو تمہارے پاس بہت وقت ہے یہ سوچنے کے لیے کہ اگر میں یہ سب کیا ہے تو کیسے کیا اگر میں نہیں کیا تو کس نے کیا، اسے مزہ آرہا تھا اس کی حالت پر

دیکھو اگر وہ فائل تمہارے پاس ہے تو پلیز مجھے واپس کر دو تم جو کہو گے میں کروں گا، وہ منت کرنے لگا

دیکھو تم مجھے اچھے سے جانتے ہو میں کسی کی چیز نہیں رکھتا اگر وہ فائل میرے تک آتی ہوتی تو اس وقت تمہارے آفس میں ہوتی، کیا اعتماد تھا اس کے انداز میں

میں تمہاری کی ساری حرکتیں ذوالفقار رضا کو بتادوں گا تم تھے وہ جو اس فیکٹری کے سب سے زیادہ خلاف تھے، وہ بلند آواز میں چیخا تھا

اپنی آواز مدھم رو کو عثمان عالم میں ایسے لہجہ ہر کسی کا برداشت نہیں کرتا اور میں اس فیکٹری کے خلاف تھا نہیں ہوں تم ذوالفقار رضا کو چھوڑوں پورے پاکستان میں بھی اعلان کروادوں اگر کوئی میرے بال بھی بگاڑ گیا تو اس کی سات نسلیں یاد رکھے گی کہ کوئی زاویار ملک کے مخالف آیا تھا، ٹیبل پر ہاتھ مارتے وہ اس سے بھی بلند آواز میں بولا تھا

اپنے ہاتھوں نے نامعلوم گرد جھاڑتے وہ آفس سے باہر آیا تھا اور اس کا سامنا حیدر سے ہوا تھا

کسی کو شک تو نہیں ہوا نہ، آواز مدھم تھی

نہیں سر، زاویار گردن ہلاتا وہاں سے چلا گیا

پتہ نہیں یہاں سب کو کیوں لگتا ہے کہ میں چنے دیں کر پرا سیکیوٹر کے عہدے تک آیا ہوں، گاڑی میں بیٹھتے وہ خود سے بڑبڑایا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیلیفورنیا، امریکہ

وہ بہت اچھے موڈ سے کلاس میں آیا تھا اولیو اور وائٹ ڈریس میں ملبوس بال ہمیشہ کی طرح ماتھے پر گرے تھے اس کا موڈ کافی خوشگوار تھا کوریڈور میں لیپ ٹاپ لیے اس کی نظر کیلین پر گی تھی وہ یہاں وہاں دیکھے بنا اس کی طرف **گیا** تھا اور اس کے مقابلے زمین پر بیٹھ

کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں، گھٹنوں پر کونی رکھے وہ اس سے اجازت مانگ رہا تھا

اجازت کام کرنے سے پہلے لی جاتی ہے مسٹر، لیپ ٹاپ پر مصروف اس نے جواب دیا

کافی پینے چلے گئی، اس انداز میں بیٹھ دوبارا اجازت مانگی

تم فلرٹ کر رہے ہو مجھ سے، لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر وہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھی

آپ سے فلرٹ کیوں کروں گا آپ سے تو نکاح کروں گا، یہ بات اس نے اردو میں اور مدھم آواز میں کہی تھی

بولو بھی، چہرے کے سامنے ہاتھ لہرایا اب طلحہ اس کو پہلے جینا بڑا نہیں لگتا تھا

فلرٹ کہاں سے آگیا ایسے ہی آپ نظر آگئی تو اوفر کی موڈ فریش کرنے کے لیے، عام انداز میں کہا

ایسی موڈ فریش کرنے والی اوفر گھر سے یہاں تک کتنے لوگوں کو دی ہے، اپنا کام ادھورا چھوڑ کر وہ اس سے بحث میں مصروف تھی اور ایسے بہت کام تھے جو ادھورے ہی رہنے والے تھے

جو نظر کو اچھا لگا صرف اس کو، وہ یہ نہیں کہہ سکا اس کی نظروں کو طرف وہ اچھی لگی تھی

تم جانتے ہو نہ میرا باپ کون ہے، انگلی دیکھا کر پوچھا تھا جیسے اسے دھمکی دی تو

ایک تو پتہ نہیں ان پاپا کی پرنسز کو ہر بات پہ اپنا باپ کیوں یاد آجاتا،اس کے چہرے کے تاثرات بالکل بدل گئے تھے

مجھے اردو آئی ہے، کیلین سے گھور تھا اس کو

آآ اچھا پر اس کا وہ مطلب نے جو آپ کو لگا ڈکشنری بدل گئی اردو کی پہلے والے مطلب نہیں ہے یہ،اس کے غصے میں طلحہ نے اردو کی ڈکشنری کو بدل دیا تھا

اتنی بھی پرانی نہیں ہوں میں سمجھ آتی ہے مجھے اردو میری موم پاکستان سے ہیں،بیگ ہاتھ میں لیے وہ کھڑی ہوئی طلحہ بھی اسی کے ساتھ کھڑا ہوا تھا

اچھا پر آپ ہر بات میں میرے یا اپنے فادر کیوں لے آتی ہیں،وہ جھنجھلایا تھا

بعد میں یہی کہتے ہیں کہ ابا نہیں مانے گے،اس کا ساتھ چلتے وہ اردو لہجہ میں بولی تھی

آپ مان جائے ابا بھی مان جائے گئے،اس کے لہجہ اور انداز پر وہ ہنسا تھا

کس کس چیز کے لیے میں نے کافی کی بات کی تھی،اس نے بے تو کی تھی تفصیلی دی

میں بھی یہی کہار ہا ہوں آپ مان جائے کافی کے لیے ابا بھی مان جائے گئے،چلتے چلتے اس کی طرف دیکھتے جواب دیا اس کے بال چہرے کے اطراف میں بکھرے دھوپ میں اور حسین لگ رہے تھے

تم نہ اپنی یہ آنکھیں بدل لو سرجری سے، اس کے سامنے کھڑے ہوتے اس کی آنکھیں میں انگلیاں مارنے کے اشارے سے کہا تھا

اور کوئی حکم، ہنستے ہوئے کہا تھا

اور یہ اپنی سمائل بھی، اس کو ہنستا دیکھتے اب اس کی سمائل کی طرف اشارہ کیا تھا

پر ابا نہیں مانے گئے، طلحہ نے بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کیے ہوئے تھی

کس لیے، ماتھے پر بل آئے تھے

سرجری کے لیے، اب کی بار وہ قہقہ لگا کر ہنسا تھا چند لوگ اس کی ہنسی کی طرف متوجہ ہوئے تھے

اپنا بیگ جارہانہ انداز میں اس سے کھینچتی وہ اب اس سے دور جارہی تھی

طلحہ، جیک کی آواز تھی

ہاں بولو تم بھی آئے ہو میں دیکھا نہیں تمہیں کیسے ہو، وہ اب اس کے گلے مل رہا تھا

طاہر سی بات اب ہم کہاں نظر آئے گئے نظر کو نظارے اور پسند آنے لگے ہیں، طلحہ نے اپنا بیگ اس کو دیا وہ بیگ طرف اپنے ساتھ لاتا تھا پر کبھی اٹھنے کی ہمت نہیں کی تھی

ارے ایسی بات نہیں ہے تو بتاؤ باقی سب کہاں ہے، کندھے کے اطراف ہاتھ رکھے وہ اب چل رہے تھے

تم نے بتایا اس کو اپنے بارے میں، اس نے طلحہ کا سوال نظر انداز کیا

آپ کہو، لہجہ ہموار تھا

کیا تم نے اپنا پاسٹ بتایا یا تم بول گئے ہو سب،

اس سب میں میرا پاسٹ کہاں سے آگیا اور ویسے بھی یہ چیزیں غیر ضروری ہیں، پوکٹ میں ہاتھ ڈالے وہ مدھم آواز میں بولا

تمہارے لیے ہوں گی شاید اس کے لیے نہ ہوں وہ تمہیں کبھی ایکسیپٹ نہیں کرے گی، جیک مسلسل بول رہا تھا

اور آخر وہ مجھے کیوں ایکسیپٹ نہیں کرئے گی میرا پاسٹ اس کے معنی نہیں رکھتا ہے، بلآخر وہ بولا تھا

کوئی بھی لڑکی ایک قتل کا ساتھ کبھی بھی نہیں چاہتے گی تمہارا پاسٹ اس کے لیے معنی رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو دنیا کے لیے رکھتا ہے اور تم نے اس کے ساتھ اگر زندگی گزارنی بھی ہے تو اس ٹاکسٹ دنیا میں ہی گزارنی ہے طلحہ، جیک کا لہجہ اس کو چوبا تھا

Clubb of Quality Content

میں قتل نہیں ہوں اور مجھے فرق نہیں پڑتا کہ میں کسی کی زندگی کا ہیرو ہوں یا ولن مجھے صرف اس کے ساتھ سے مطلب ہے باقی دنیا میرے لیے معنی نہیں رکھتی، وہ شدید غصے میں تھا تم کیا جواب دو اس کو جب وہ تم سے پوچھے گی کہ تم پاکستان سے کیوں آئے ہوں اور پاکستان کیوں نہیں جاتے ہو،

وہ میرا پرسنل میٹر ہے اس کا ان سے کوئی لینا دینا نہیں ہوگا، کمزور سی تجویز

دل سے زیادہ پرسنل کچھ نہیں ہوتا طلحہ ذوالفقار اور تم نے وہ جگہ اس کے لیے مخصوص کی ہے تم ہٹ جاؤ اس راستے سے تمہارے پیرنٹس کا رشتہ اگیز میل ہے تمہارے لیے، اپنے کندھوں سے اس کا ہاتھ جھٹکتے وہ منظر عام سے غائب ہونا چاہتا تھا

بہت کم عمر سے اونچی آوازیں سنے کا عادی ہو گیا تھا پر وہ اس عمر میں اس سب کو طرف شور کا سمجھا کرتا تھا اسے بہت انتظار نہیں کرنا پڑا تھا اس شور کو سمجھنے میں اس کی ماں ایک آزاد خیال امریکین عورت تھی ان کا مذہب طریقے لباس کچھ بھی اس کے فادر کے مطابق نہیں تھا ہر روز وہ کسی نہ کسی شخص کے ساتھ کبھی شوپنگ پر اور کبھی ڈنر پر ہوا کرتی تھی اس کے فادر کا بھی کچھ یہی حال تھا پر مرد کی برائی کا اس معاشرے میں ذکر نہیں ہوتا تھا

آخر تم کب باز آؤ گی اپنی حرکتوں سے کیا نہیں دیا میں تمہیں،اس کا باپ اس کی ماں سے پوچھ رہا تھا جو رات کے آخری پہر گھر میں داخل ہوئی تھی ان کی آوازوں سے طلحہ اٹھا تھا

کیا حرکتیں دیکھ لی تم نے میری ذولفقار رضا تمہیں اپنا آپ نظر کیوں نہیں آتا ہے ہاں۔بلند آواز میں کہا

تم اب خود کا مقابلہ میرے ساتھ کرو گی وہ میرا بزنس ہے میں کام سے جاتا ہوں وہاں،وہ جواب میں چیخا تھا

ایسی کون سی بزنس میٹنگ ہیں وہ بھی عورتوں سے جو رات کے آخر پہر تک چلتی رہتی ہیں،

آخر اتنا بڑا گھر ہونے کے بعد بھی تمہیں باہر کی دنیا کیوں نظر آئی ہے،

اتنا بڑا گھر یہ چند ایکڑ کے میں اپنی جوانی گزاروں میں یہاں مرنا بھی پسند نہ کروں تم خود کا کریکٹر کیوں بول جاتے ہو تم نے بھی بزنس کے لیے شادی کی تھی نہ مجھ سے تب تمہیں یہ سب بڑا نہیں لگتا تھا تو اب کیوں مسئلہ ہے اس سب سے،ان کی آوازیں بلند ہوئی تھی

مجھے تم سے شادی کرنی ہی نہیں چاہئیے تھی نہ میں امریکہ جاتا نہ تم سے ملتا نہ یہ سب آج ہوتا، میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی جو تم سے شادی کرنا اور پاکستان آنا،

اپنے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے بعد وہ دونوں کمرے میں بند ہو گئے ان کی لڑائی کا اختتام ہمیشہ انہی جملوں پر ہوتا تھا جیسے وہ کسی سکرپٹ کے مین جملے تھے ان کی لڑائی سنے کے بعد وہ ہمیشہ اپنے کمرے میں بیٹھا یہ سوچا کرتا تھا کہ کاش اس کے ماں باپ ہوتے ہی نہیں وہ اپنے ماں باپ کی زندگی میں ایک قیمتی شو پیس کی حیثیت رکھتا تھا جسے وہ خریدنے کے بعد کہی رکھ کر بول گئے تھے جسے باہر سے آنے والے دیکھا سکتے تھے پر گھر میں رہنے والے اس کے ماں باپ نہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور، پاکستان

سڑک پر کھڑے گاڑیوں کے شور کو یہاں سے وہاں جاتے وہ بے زاری سے فون کان کو لگائے آنکھوں کے سامنے فائل رکھے دھوپ کا راستہ روکے ہوئے تھی وہ اس وقت لاہور کے پولیس اسٹیشن کہ باہر کھڑی زاویار کو کال کر رہی تھی

اب کیا ہو گیا محترمہ، رابطے ہوتے ہی زاویار نے سوال کیا

میں نے آپ کو منع بھی کیا تھا مجھے یہ کام نہیں کرنا، اکتائی ہوئی آواز

ایسی کون سی سمگلنگ تھی جو آپ سے نہیں ہو رہی ہے، وہ مصروف لگا رہا تھا

سمگلنگ ہوتی تو آسانی سے کر لیتی پر یہ ضمانت کا کام بہت مشکل ہے، اس نے احتجاج کیا تھا

ہوا کیا ہے کچھ بتائیں تو،

وہ اس اسٹیشن کا اے ایس آئی کہہ رہا ہے وہ یہ پیپرز کو ایکسیپٹ نہیں کرے گا، ہاتھ سے

اسٹیشن کی طرف اشارہ کیا

وجہ بھی بتائی ہو گی کیوں نہیں کرنے ہیں، اس کا لہجہ بدلا تھا

اس نے کہا ہے آئی ڈی کارڈ دیکھاؤ پہلے اور لاء کا لائسنس بھی، وہ روندے ہوئے لہجہ میں بولی

ہو وور و کیں آرہا ہوں میں کس اسٹیشن پر ہیں، زاویار نے گہری سانس لی اور اس کو انتظار

کرنے کو کہا

دہلی گیٹ کہ پاس جو اسٹیشن ہے وہاں اور جلدی آئیں گرمی بہت ہے،

وائٹ بٹن شرٹ جس کے دو بٹن کھولے بلیک جینز پہنے وہ آستینوں کو کوہنی تک موڑے

ہوئے تھا گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ رئیسہ کی طرف آیا تھا جو دھوپ روکنے کے لیے

چہرے پر فائل کیے اس کی طرف دیکھ رہی تھی

دھوپ میں کیوں کھڑی ہیں آپ، سوال پوچھتے اس نے ایک نظر پولیس اسٹیشن کو دیکھا

اندر میں کہاں جاتی، چہرے پر کی فائل اس نے زاویار کی طرف بڑھی

زاویار اس فائل کو اس سے لیے دیکھنے لگا تھا رئیسہ مسلسل اس کو بول رہی تھی "میں آپ سے کہا تھا میں یہ کام نہیں کرنا اب دیکھیں ایک ساتھ خوار ہونا پڑ رہا ہے" دھوپ کی وجہ سے اس کی آنکھیں چندھیا رہی تھی

اس کی آنکھوں کو اس طرح دیکھتے زاویار نے اپنا ہاتھ اس کی آنکھوں سے تھوڑا اوپر فاصلے پر کیا اس کے ہاتھ کی چھاؤں نے رئیسہ کی آنکھوں کی دھوپ روکنے میں مدد کی تھی

وہ مسلسل پندرہ منٹ تک اس کو ساری باتیں اور وجہ بتا رہی تھی کہ وہ کیوں یہ کام نہیں کرنا چاہتی اور اس کی وجہ سے کتنی بتائیں سنی ہیں اور وہ پندرہ منٹ تک اپنے ہاتھ کو اسی طرح کیے کھڑا رہا وہ اس کے سامنے کھڑا بھی ہوتا تو دھوپ کا راستہ نہیں روک سکتا تھا

اچھا آپ گاڑی میں بیٹھیں میں دیکھ لیتا ہوں، گاڑی کی چابی اس کی طرف بڑھے وہ اندر کی طرف چلا گیا

گاڑی میں بیٹھنے کی بجائے وہ زاویار کے پیچھے چلی گئی وہاں موجود حوالدار سے پوچھتے وہ سیدھا اے ایس آئی کے آفس گیا تھا

اسلام و علیکم سر کیسے ہیں، اجازت لیتے اس نے بہت خوشگوار لہجہ میں کہا تھا

و علیکم السلام ٹھیک سر آپ بتائیں خیریت ہے، وہ شخص اپنی جگہ سے اٹھا تھا

کوئی خاص کام تو نہیں تھا بس وہ پوچھنا تھا ضمانت کے پیپرز کے لیے کیا ضروری ہے، زاویار اب اس کے سامنے موجود تھا

آخر آپ یہ سوال کیوں پوچھ رہے ہیں، وہ الجھا ہوا تھا۔

ایسے ہی میرا خیال ہے کہ لاء بدل گیا اور مجھے شاید ابھی تک نہیں پتہ چلا، اس کا لہجہ تجزیہ نہیں تھا

ہم سے زیادہ قانون کا تو آپ کو پتہ ہے خیر ایف آئی آر اور ضمانت کے پیپرز اور کیا چاہیے ہو گا ہمیں،

اس فائل کو دیکھیں کیا کمی ہے اس میں، زاویار نے فائل اس کی طرف بڑھائی

آ مجھے اندازہ نہیں تھا یہ آپ کے کام کی فائل ہے، اسے چند منٹ لگے تھے بات سمجھنے میں

کوئی بات نہیں اکثر ہو جاتا آئیندہ احتیاط کریں گا بقول آپ کے آپ سے زیادہ قانون میں جانتا ہوں، دوبارہ اس سے فائل لیے وہ جانے کے لیے کھڑا ہوا

پر آپ نے یہ کام کروانا نہیں ہے، اس نے فائل کی پرف اشارہ کیا

نہیں جسے آپ نے منع کیا ہے یہ اس کا کام تھا اور میں اتنا اچھا نہیں خدمت خلق میں، وہ مدھم سا ہنسا

آپ نے اسے کچھ کہہ کیوں نہیں، رئیسہ اپنا کام کرنے کے بعد اب زاویار کے ساتھ باہر آرہی تھی جب وہ اس سے مخاطب ہوئی

جو کام آرام سے ہو سکتا ہے اس کے لیے انرجی کیوں ضائع کرنی،

پر کچھ تو کہنا چاہیے تھا آپ کو اس نے منع کیا تھا مجھے، اس نے جتایا تھا

وہ شخص جو اندر بیٹھا ہے وہ آپ سے عہدے اور عمر دونوں میں بڑا ہے اور اگر اس نے منع کیا بھی ہے تو اس کو بھول جاؤ یہ دنیا ہے یہاں بہت سی جگہ پہ انکار سن پڑتا ہے اور اس کو برداشت بھی کرنا پڑتا ہے کسی بات کا ردعمل دینے سے پہلے یہ یاد رکھیں کہ ہر انسان قابلِ احترام ہے اور صحیح اور غلط کو جج کرنے کا اختیار اللہ نے انسان کو نہیں دیا ہے، ساتھ چلتے وہ مدھم انداز میں اس کو سمجھا رہا تھا

اس نے جواب میں بنا کچھ کہے سر ہلایا تھا

کہاں جارہی ہیں آپ، گاڑی میں بیٹھنے کی بجائے وہ سڑک کی طرف بھری تھی زاویار نے بے اختیار فون سے نظریں ہٹا کر اس سے پوچھا تھا

جواب دینے کی بجائے اس کی جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں وہ جانے والی تھی

کیوں، اس نے بے مقصد سوال کیا

اتنا خوار ہونے کے بعد مجھے بھوک لگی ہے اس لیے آپ بھی آجائیں اگر مصروف نہیں ہیں تو،

وجہ کے ساتھ زاویار کو آفر کی تھی

وہ آفس سے اپنا کام چھوڑ کر رئیسہ کا مسئلہ حل کرنے آیا تھا وہ واقعی مصروف تھا اس نے اپنے فون کی طرف دیکھا جو تھوڑی دیر بعد کسے کے پیغام سے روشن ہوتا اور پھر تاریخ ہو جاتا

اوکے چلیں، گاڑی کو لوک کرتے اس نے اپنا فون ایروپلین موڈ پر لگا کر پوکٹ میں رکھا اور رئیسہ کی طرف پڑا تھا

کچھ دیر چلنے کے بعد وہ اب دہلی گیٹ میں موجود وزیر خان مسجد کے سامنے موجود چھوٹی چھوٹی دکانوں کو دیکھنے میں مصروف تھے رئیسہ یہ سب دیکھنے کے لیے ہیاں نہیں آئی تھی پر زاویار کے اس طرف آنے کی وجہ سے اس کو مجبوراً اس کے پیچھے آنا پڑا

آپ آرٹسٹ ہیں، اتنی دلچسپی سے وہاں موجود کیلی گرافی کو دیکھتے رئیسہ نے سوال کیا تھا

ہمم، کھوئے ہوئے لہجہ میں جواب دیا

کون آرٹسٹ، اس کے سوال پر زاویار نے بے ساختہ اس کی طرف دیکھا

آآمیر امطلب کون مطلب مہندی ارے نہیں وہ رنگ ہاں رنگوں والے آرٹسٹ مطلب ہے نہ، زاویار کے اس طرح دیکھنے سے وہ گربڑائی

رنگوں والے آرٹسٹ سے مطلب،

کیا بنا رہے ہیں آپ آج کل، سوال کو نظر انداز کیا تھا

آج کل کچھ نہیں کچھ مل نہیں رہا جسے بنایا جائے، رئیسہ اب اس کے آگے تھی

عجیب بات ہے اتنی بڑی دنیا میں آپ کچھ ملا ہی نہیں بنانے کے لیے، وہ اچانک سے اس کی طرف مڑی

وہ مسجد کی سیڑھیوں پر کھڑی تھی اس کا قد زاویار سے اونچا تھا کیونکہ زاویار نیچے کھڑا تھا رئیسہ کے بال ہلکی ہوا سے لہراتے اس کے کندھے اور چہرے پر بکھرے تھے اولیو اور وائٹ کلر کے کُرتے میں اچھی لگی رہی تھی منظر خوبصورت تھا یا منظر میں موجود اس کی موجودگی وہ اندازہ نہیں کر سکا

شاید مل گیا، ہونٹوں کو حرکت تھی آواز بہت مدھم تھی

کیا، وہ الجھی تھی

کچھ نہیں، وہ مسکرایا

آپ کی شادی ہوئی ہے، کچھ دیر بعد وہ پھر بولی بھوک واقعی اس کے دماغ کو چڑھ گئی تھی

کیوں آپ نے گواہ بنا ہے میری شادی میں، وہ اس کو زچ کرنے لگا تھا

نہیں اوٹو گراف چاہیئے تھا نکاح نامے پر ،اس کے جواب میں بنا سوچے سمجھے چڑ کر بولی تھی اسے زاویار کا قہقہہ سنائی دیا تھا پیچھے سے وہ نظر انداز کرتے کھانے کےء لیے چلی گئ تھی

کھانا کھانے کے بعد وہ واپس باہر کی طرف جا رہے تھے زاویار کی آواز پر اس کو رو کنا پڑ چائے پئیں گئ تھی آپ ،بنا جواب سنے وہ اس طرف چلا گیا

آخر میں نے کیوں آفر کی ان کو، گہرا سانس لے کر وہ صرف سوچ سکی۔

مٹی کے دو چھوٹے کپ کے ساتھ نان خطائی درمیان میں موجود ٹیبل پر رکھی تھی ہمیشہ کی طرح زاویار نے چائے کو ہاتھ نہیں لگا یا تھا وہ خاموشی سے وہاں لگے میوزک کو سن رہا تھا اور رئیسہ فون پر مصروف تھی

چلیں ، تنگ آکر اس نے زاویار کو متوجہ کیا

ارے بارش ہوئی ہے ایک تو لاہور کے موسم اور لوگوں دونوں کا ہی بھروسہ نہیں ہے کب کہاں بدل جائے پتہ ہی نہیں چلتا، گلی سے گزرتے ہوئے اس نے زاویار سے کہاں تھا

پیشِ خدمت ہے بارش میں بھیگے لاہور کے بعد بارش میں دوبالا لاہور، زاویار سامنے کا منظر دیکھتے ہنسا تھا لوگ احتیاط سے بہتے پانی سے گزار رہے تھے رئیسہ نے اپنے جوتے اتار کر ہاتھ میں پکڑے تھے

لائیں مجھے دیں، زاویار نے رئیسہ کے ہاتھ میں موجود جوتے کی طرف اشارہ کیا

کیا آپ کیا کریئں گے اس کا آپ کے سایز کے نہیں ہیں ٹوٹ جائے گئے،اس نے بے اختیار اپنا جوتا زاویار کی پہنچ سے دور کیا

پہننے کے لیے نہیں چاہتے ہیں پکڑا دیں آسانی سے گزار جائے گی آپ یقین رکھے میں آپ کا جوتا واپس کر دوں گا لیڈیز جوتے کلیکٹ کرنے کا مجھے شوق نہیں ہے محترمہ،اس نے ہنستے ہوئے اس سے جوتا پکڑا تھا

زاویار کے جواب پر کچھ شرمندگی سے اس کے پیچھے پانی میں چلنے لگی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ریلوے اسٹیشن لاہور،

رئیسہ بیگ پہنے اسٹیشن پر پروفیسر حماد کے ساتھ موجود تھی اس کو کل رات پروفیسر حماد نے کراچی جانے کا پوچھا تھا اور اب وہ وہاں تیار ان سے کھڑی ٹرین کا انتظار کر رہی تھی دس بجے اس کو پروفیسر نے جانے کی آفر کی تھی اور وہ صبح کے چار بجے ہی بالکل فریش سی وہاں کھڑی تھی

ٹرین کب آئے گی انکل، صبر کرنا اس کے لیے دنیا کا مشکل ترین کام تھا

آجائے گی، سوئے ہوئے انداز میں انھوں نے جواب دیا

سارا دن سفر کرنے کے بعد وہ شام چھ بجے کراچی پہنچے تھے وہاں سے ٹیکسی کے کر وہ ہوٹل میں گئے تھے کراچی میں وہ ہمیشہ اسی ہوٹل میں آکر رہتے تھے اپنے کمرے کی چابی لینے کے بعد وہ سونے کے لیے چلے گئے

صبح اس کی آنکھ دروازے کی دستک پر کھولی اپنا حلیہ صحیح کرنے کے بعد وہ دروازے کی طرف بڑی تھی باہر پروفیسر حماد کھڑے تھے

کیا ہوا انکل، جمائی روکتے سوال کیا

کچھ نہیں یہ پہنوں اسے تیار ہو جاؤ کہی جانا ہے، ان کے ہاتھ میں آبایا اور نقاب تھا

پر کہاں جانا ہے، نا سمجھی سے ان کے ہاتھ سے آبایا لیا تھا

ہے ایک جگہ تیار ہو جاؤ پتہ چل جائے گا، وہ کہہ کر وہاں سے چلے گئے

ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ ناشتہ کرنے کے ساتھ تیار ہو کر ہوئل کی لوبی میں پروفیسر حماد کے پاس آئی تھی اس کی صرف آنکھیں نظریں آرہی تھی

چلیں انکل، وہ فون پر مصروف اس کی طرف متوجہ ہوئے

ہاں چلو، وہ ہوٹل سے لی گئی گاڑی کی طرف بڑے

اب تو بتادیں کہاں لے کر جارہے ہیں مجھے اور یہ آبایا پہن کر کیوں، گاڑی میں بیٹھے اس نے پھر پروفیسر سے پوچھا تھا وہ خاموشی سے ڈرائیو کرتے رہے

آپ یہاں کیا کرنے آئے ہیں انکل، کچھ دیر بعد وہ کراچی میں موجود ایک کالونی میں داخل ہوئے تھے اور رئیسہ کے لیے وہ جگہ وہ گلیاں انجان نہیں تھی

انکل آپ مجھے یہاں کیوں لے کر آئے ہیں، وہ پریشان ہوئی

باہر آؤ رئیسہ، گاڑی مطلوبہ جگہ پر روکتے اس کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگے

اس گھر کے باہر "احمد ہاؤس" کی تختی درج تھی وہ گھر رئیسہ ارسلان کا گھر تھا جہاں وہ موجود تھی

بیل دینے کے بعد وہ انتظار کرنے لگے رئیسہ کی نظریں اوپر کی منزل کی طرف تھی آنکھوں میں بے ساختہ نمی جھلکی تھی

اسلام و علیکم جی آپ کون، وہ آواز عشاء ارسلان کی تھی رئیسہ نے گہرا سانس لیا

و علیکم السلام مجھے دانیال احمد سے ملنا ہے میں ان کا دوست ہوں کیا وہ گھر پر ہیں، ان کی بات پر رئیسہ نے اپنے ہونٹ دانتوں میں لیے تھے وہ جواب سننا نہیں چاہتی تھی

سوری انکل پر ان کی تو ڈیتھ بہت پہلے ہو گی آپ کو نہیں پتہ،

کیا میں اندر آسکتا ہوں، وہ دروازہ بند کرتی کہ وہ فوراً بولے تھے

اچھا میں پوچھالو آپ انتظار کرے، وہ کہہ کر اندر چلی گئی کچھ دیر بعد وہ بیٹھک میں موجود تھے

اور ان کے سامنے کھانے پینے کی کچھ اشیاء رکھی تھی

کیسے آنا ہوا آپ کا، زہرا (رئیسہ کی ماما) نے سوال کیا

ہمیں اندازہ نہیں تھا یہ ہوگا دراصل میں کافی عرصے کے بعد باہر سے آیا ہوں یہ میری بیٹی

ہے، جواب کے ساتھ رئیسہ کا تعارف کرایا تھا

اچھا کیا نام ہے آپ کی بیٹی کا، نرم مسکراہٹ سے گفتگو کا آغاز کیا

زار احماد، جواب پروفیسر کی طرف سے آیا تھا

ماشاءاللہ نصیب اچھے کرے، رئیسہ بنا آواز آنسو بہا رہی تھی اس میں ہمت نہیں تھی کچھ

کہنے کی

آپ دانیال کا کمرہ دیکھنا چاہے گئے، کافی دیر بعد وہ دوبارہ مخاطب ہوئی

جی کیوں نہیں اگر آپ اجازت دیں، پروفیسر حماد نے فوراً ہاں کہاں تھا

آئے میرے ساتھ، وہ اب ان کے پیچھے سیڑھیوں کی طرف جانے لگے رئیسہ ہر طرف نظریں گھو میں گھر کو دیکھ رہی تھی وہاں بہت کچھ بدل گیا تھا اس کی طرح وہ سیڑھیوں چڑتی لڑکھڑائی اسے وہ سیڑھیاں یاد آئی تھی جن پر فیضان کا خون تھا

دیہان سے بیٹا، زہرہ بے ساختہ اس کی طرف بڑی پر وہ وہی روکی رہی

آپ لوگ بیٹھے مجھے کچھ کام ہے نیچے میں کر کے آتی ہوں، کمرے کا دروازہ کھول کر وہ واپس چلی گئی رئیسہ نے نظروں سے اوجھل ہونے تک ان کو دیکھا تھا

دانیال کے کمرے کی بہت سی چیزیں اپنی جگہ پر موجود تھی دانیال سے زیادہ رئیسہ کی وہاں اس کی استعمال کی گئی کتابیں وہ میڈل جو اس نے مختلف کورسز سے لیے تھے وہاں موجود ڈیسک ٹاپ بھی وہی تھا جو دانیال استعمال کرتا رئیسہ نے اپنے قدم الماری کی طرف بڑھائے وہ لوک نہیں تھی اس کی ایک سیڈ پر اس کی چیزیں اور کپڑے تھے اور دوسری طرف دانیال کی چند ایک چیزیں وہ روتے ہوئے پورے کمرے میں چیزیں دیکھ رہی تھی چیزوں کو چھوتے ہیں اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے وہاں اس کی تصویریں بھی موجود تھی میٹرک کے رزلٹ کی بچپن کی اس کی ہر چیز کو بری احتیاط اور صفائی سے رکھا گیا تھا

پروفیسر حماد اندر نہیں گئے تھے وہ باہر کھڑے اس کو یہاں وہاں جاتا دیکھنے میں مصروف تھے

وہ ڈیسک ٹاپ کے سامنے کرسی پر بیٹھی بڑی نزاکت سے اس کو چھو رہی تھی بار بار آنکھیں صاف کرتی وہ منظر کو واضح کرنے میں لگی تھی ڈیسک ٹاپ کے دراز کو کھولتے وہ زمین پر بیٹھ گئی اچانک اس کے آنسو کی جگہ حیرانی نے لی تھی وہ اس چیز کو وہاں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی اس نے بے اختیار پریشانی سے یہاں وہاں دیکھا اور پھر دراز کی طرف وہاں ایک کارڈ تھا پہلے تین کارڈ کی طرح کا پر اس بار اس پر لکھی تحریر ہاتھوں سے لکھی تھی وہ کارڈ پکڑے اس کو گھوما کر دیکھنے لگی اس کے پیچھے ایک سائن تھا زہرہ کی آواز پر اس نے وہ کارڈ چھپایا تھا

چلیں رئیسہ ،آواز پروفیسر حماد کی تھی سیڑھیاں اترتے وہ ان سے پیچھے تھی اچانک اس کی نظر وہاں موجود کمرے کے کھلے دروازے کی طرف گئی وہ بنا سوچے سمجھے اس طرف چلی گئی وہاں سے آتی آواز اس کے بابا کی تھی ارسلان احمد اور وہ مسلسل ایک ہی جملہ دوہرا کر رہے تھے

کاش تم پیدا نہ ہوئی ہوتی رئیسہ نہ میرا بھائی اس دنیا سے جاتا نہ میرا بیٹا میں تمہارے لیے " کبھی دعا نہیں کروں گا میں تمہاری قبر پر فاتحہ پڑھنے بھی نہیں آؤ گا" ان کے ساتھ کمرے میں عشاء تھی رئیسہ کو دیکھتے وہ اس کی طرف آئی

معاف کیجئے گا آپ کو پریشانی ہوئی یہ میرے بابا ہیں انہیں الزائیمر کی بیماری ہے ان کو کوئی یاد نہیں ہے اپنے خاندان میں بس اپنی بیٹی کا نام اور چہرے یاد ہے آپ آئے میرے ساتھ ،

کمرے کا دروازہ بند کرتے اس نے رئیسہ کو واضح دی تھی

اس کے روکے ہوئے آنسو پھر بہنے لگے تھے پہلے سے زیادہ شدت سے اسے سیڑھیاں دیکھنے میں مسئلہ ہو رہا تھا سہارا لیتے وہ بمشکل نیچے آئی تھی وہ رونا چاہتی تھی بلند آواز میں پر وہ یہ نہیں کرسکتی تھی۔پروفیسر حماد داخلی دروازے پر کھڑے اس کا انتظار کر رہے تھے اس کے آنسوں کی واضع نہ انھوں نے دی نہ زہرا بیگم نے مانگی تھی اس کے آتے وہ باہر کو چلے گئے وہ باہر قدم رکھتی اسے زہرا کی آواز پر روکنا پڑا

دانیال کی قبر پر ہر سال اکیلی نہ آیا کرو،ان کی آواز مدھم تھی

دروازے پر موجود رئیسہ کا ہاتھ ساکت ہوا تھا۔۔

دنیا بہت برے لوگوں سے بڑی پھری ہے ہر سال میں تمہاری حفاظت کے لیے آتی ہوں پر زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے اپنا خیال رکھا کرو کیا پتہ کب تمہاری پیچھے دعاؤں کا سلسلہ روک جائے،وہ خاموشی سے انہیں سن رہی تھی

تمہیں لگا میں تمہیں نہیں پہچان سکو گی اس لباس کی وجہ سے تمہیں لگتا ہے میں دانیال سے منسلک تعزیت کرنے والے ہر انسان کے لیے اس کے کمرے کا دروازہ کھولتی ہوں دوبارہ آنا ہوا تو حماد ساتھ نہ بھی ہوا تو یہ دروازہ میں تمہارے لیے ہر بار کھولو گئی،

آپ اب بھی مجھے جانے کا کہیں گئی میں اپنا خیال نہیں رکھوں گئی نہ میں انتے سال ٹھیک سے رکھا ہے پر آپ میرے لیے دعا کرتی ہیں تو رئیسہ اب تک زندہ آپ کو شش کرنا یہ سلسلہ کبھی نہیں روکے جس دن یہ روک گیا نہ میری سانسیں روک جائے گی امی، روتے ہوئے اس نے مشکل سے اپنی بات مکمل کی تھی

اللہ تمہیں ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے اور تم ایک اچھی زندگی گزارو میرے بغیر بھی، ان کی آواز میں نمی تھی

حفاظت کا پتہ نہیں پر میں ایک اچھی زندگی نہیں گزار سکی ہوں نہ آپ کے ساتھ نہ آپ کے بغیر آپ نے کہاں مضبوط رہنا میں ٹاکسٹ بن گئی امی اور ٹاکسٹ لوگ کبھی اچھی زندگی ڈیزرو نہیں کرتے،

آپ سے ایک کام کہوں کرے گئی، ان کی طرف مڑتے اس نے بھری امید سے کہاں تھا

انہوں نے جواب میں سر ہلایا

بابا سے کہنا میری قبر پر آکر فاتحہ پڑھ دیں ایک بار، روتے ہوئے کہتے وہ باہر چلی گئی

گاڑی میں آکر وہ بلند آواز میں رو رہی تھی وہ اپنا نقاب اتارے مسلسل سارے راستے روتی رہی

آپ نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ انکل میں سمجھ نہیں سکتی کہ میں اس دنیا کی خوش قسمتی انسان ہوں یا بد قسمتی میرے باپ کو اپنا سارا خاندان اپنا بیٹا تک بھول گیا یاد رہی تو طرف رئیسہ میں ان کے الفاظ ساری زندگی نہیں بلا سکتی آپ نے اچھا نہیں کیا، ہر دو منٹ بعد وہ آنکھیں صاف کرتیں یہ الفاظ دوہراتی

ہوٹل کہ کمرے میں آکر وہ اپنے بیگ کی طرف گئی یہ پہلی مرتبہ تھا کہ وہ کراچی آنے کے بعد دانیال کی قبر پر نہیں گئی تھی اسے بس گھر جانا تھا لاہور جانا تھا کراچی نے ہمیشہ اس کے ساتھ یہی سب کیا تھا

اس کے بیگ کے پاس ایک فائل رکھی تھی جو اس کی نہیں تھی فائل کو دیکھتے اس کو وہ کارڈ یاد آیا تھا وہ فائل پکڑے اس کو کھول کر دیکھنے لگی اس میں ایک یو ایس بی تھی جو اس کے فائل پکڑنے سے نیچے گری تھی اس نے جھک کر اسے اٹھایا تھا وہ دوبارہ اس کی فائل کی طرف

متوجہ ہوئی اس پر دانیال احمد کا نام لکھا تھا دروازے کی دستک پر اس نے وہ فائل اور یو ایس بی ہڑ بڑاہی کے عمل میں اپنے بیگ میں ڈالی تھی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور، پاکستان

طلحہ بلیک ڈریس میں ملبوس آفس کے موجود ایل ای ڈی پر کیمرے چیک کر رہا تھا بور ہونے پر وہ وہاں کوئی مووی دیکھنے لگتا جو دروازے پر ہوتی دستک کو مسلسل نظر انداز کر رہا تھا شاید وہ اس شخص کا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتا تھا

کافی بار دستک دینے پر وہ اجازت کا انتظار کیے بنا آفس میں داخل ہوا

تم کس کی اجازت سے اندر داخل ہوئے ہو عقل نہیں ہے اگر اجازت نہیں دے رہا مطلب مصروف ہوں میں، وہ احمر پر بھڑ کا

اس فائل پر سائن کرو، ایل ای ڈی کو دیکھنے کے بعد اس نے ہاتھ میں موجود فائل اس کے سامنے پٹکی تھی

میں نہیں کروں گا، اس نے آنکھیں دیکھیں اسے

مجھے شام تھا اس فائل پر سائن چاہیے ہیں، آپ جناب کہنے کا تلفظ وہ بھی نہیں کیا کرتا تھا

میری بات سنو تم تمہیں کہاں میرے باپ نے رکھا ہے مجھ پہ حکم مت چلایا کرو میرا باپ سنتا ہو گا تمہیں میں نہیں اگر اتنا ہی ضروری ہے تو جاؤ کروالوان سے ہی، فائل پیچھے کی طرف دھکیلی

اس کی طرف غصے سے دیکھتے وہ باہر چلا گیا دروازہ زور سے مارنا نہیں بھولا تھا

تمہاری تنخواہ سے کاٹوں گا میں اسے کے پیسے اگر کچھ بھی ہوا اس کو، وہ تقریبا چیخا تھا اس پہ سارا موڈ خراب کر دیا، سامنے دیکھتے وہ بڑبڑایا تھا

کیا مسئلہ ہے بھئی کوئی سیاستدان مر گیا یا کشمیر آزاد ہو گیا جو فون پہ فون کیے جا رہے ہو، کافی دیر فون بجنے کے وہ بنا دوسری طرف موجود شخص کی سنے اپنی بات کرنے لگا

کیسے ہو اقبال مزار، وہ فون کال اسے اقبال مزار سے منسلک خبر کے لیے کی گئی تھی جن میں اس کا نام شامل تھا اور وہ بنا سوچ سمجھے اب اقبال مزار کے آفس میں اس کے سامنے بیٹھا تھا

میرے نام پر اللیگل کام کرتے ہو تو فیفٹی پر سنٹ مجھے بھی دیں دیا کرو،

کون سے اللیگل کام، اعتماد قابل دید تھا اس کا

ڈرگز کس معشوق کے نام پر سپلائی کرتے ہو، وہ سگریٹ جلانے لگا

کون سے ڈرگز کس بارے میں بات کر رہے ہو، وہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھا

دیکھو میرے سے غلطی بیانی مت کرواتنے تمہارے سر پہ بال نہیں ہیں جیتنے اس شہر میں

میرے باپ کے وفادار ہیں،

دیکھو تمہیں جس نے بھی یہ کہاں یہ جھوٹ کہا ہے میں ایسا کچھ نہیں کیا،

طلحہ دروازے پر موجود ہادی کی طرف متوجہ ہوا وہ ابھی ابھی وہاں پہنچا تھا اس کا سانس پھولا

ہوا تھا

اوو بھری فاسٹ سروس ہے تمہاری تو، وہ ہنسا تھا

میں نے تمہیں منع کیا تھا نہ میرے ساتھ ڈبل گیم مت کھیلنا، اس کا لہجہ سرد تھا

میں کوئی گیم کیوں کھیلوں کا تمہارے ساتھ، چڑ چڑا انداز تھا اس کا

تمہیں اور تمہارے ساتھ بہت لوگوں کو یہ غلط فہمی یہ طلحہ ذوالفقار بری عام چیز ہے بیوقوف

ہے ایسا ہے نہ، ایک ہی جواب سے تنگ آ کر اس نے اپنی گن لوڈ کی

دیکھو نیچے رکھو اسے میں سمجھتا ہوں نہ تمہیں ساری بات، اب کی بار وہ گھبرایا تھا

تمہیں لگا میں پہلی بار تمہیں چھوڑ دیا ہر بار یہی کروں گا،

طلحہ بند کرو یہ سب یہ سب سکون سے بھی حل کیا جا سکتا ہے، آواز ہادی کی تھی

تمہارے باپ کا مسئلہ ہی یہی کہ اسے آرام سے کی بات سمجھ میں کہاں آتی ہے، سگریٹ کا دھواں آفس میں پھیل رہا تھا

طلحہ ذوالفقار معافی اور وارننگ ایک ہی بار دیا کرتا ہے، ہادی کی طرف دیکھتے اس نے گن چلائی تھی اور گولی اقبال مزار کے دل پر لگی تھی وہاں موجود ہر چیز ایک لمحے کے لیے روک گئی تھی ہادی کی دھڑکن بھی

میں یقین سے کہہ سکتا ہوں آج تمہیں سگریٹ کی سمیل سے مسئلہ نہیں ہو گا، اس نے اقبال کی طرف نہیں دیکھا تھا وہ چلتا ہوا ہادی کے مقابل آ اور سگریٹ کا دھواں اس کے منہ پر چھوڑا اور وہاں سے چلا گیا

ہادی کی نظریں اقبال مرزا کے بے جان وجود پر تھی طلحہ کے جانے کہ بعد وہی گھٹنوں کے بل گرا تھا

کچھ چیزیں انسان کا کمفرٹ زون ہوتی ہیں ان چیزوں کے لیے یہ بات معنی نہیں رکھتی کہ وہ" آپ کو نقصان پہنچاتی ہیں تو کتنا فائدہ دیتی ہیں تو کتنا بس اس کا ہونا معنی رکھتا اور باقی ہر چیز غیر ضروری غیر اہم لگتی ہے اور زندگی میں باپ کی موجودگی وہ حیثیت رکھتی ہے آپ کا باپ

آپ کے ساتھ نہ بھی کھڑا ہو پر تو ایک حوصلہ رکھتا ہے کہ وہ موجود ہے باپ کا دنیا میں نہ ہونا

"انسان کی پہلی ناکامی اور ہار ہے جو ساری زندگی انسان کا مقدر بنی رہتی ہے

تمہیں پتہ چلا ہادی کے والد کی ڈیتھ ہو گئی، رئیسہ کلاس میں آکر بیٹھی ہی تھی کہ عالیہ نے اسے مخاطب کیا

ڈیتھ نہیں مرڈر ہوا ہے، شہریار فوراً بولا تھا

کب ہوا یہ، رئیسہ نے حیرانی سے پوچھا تھا

کل دوپہر کو تم نے نیوز نہیں دیکھی کیا، عنایہ نے جواب دیا تھا

ہم کل گئے تھے تمہارے گھر پر کوئی تھا ہی نہیں گھر پر ہم نے کافی دیر انتظار کیا تھا تمہارا،

ہاں میں کراچی تھی، اس نے جھوٹ کہی تھا وہ کراچی نہیں تھی

تم لوگ اب جاؤ گے اس کی طرف کیا، اس نے ان تینوں کی طرف دیکھا

نہیں ہمارے گھر والوں نے منع کیا ہے اس کی اتنا ملنے سے مسئلہ ہی کچھ ایسا ہے اور وہ اب شاید کالج بھی نہ آئے، شہریار نے کہہ تھا

اچھا سہی چلو پھر ٹھیک ہے پھر میں تو ہو کر آؤ میرے گھر والوں نے تو منع نہیں کیا، اپنا بیگ لیتی باہر کو چلی گئی

حدید اقبال گھر پر ہیں، وہ کالج سے سیدھا اس کے گھر آئی تھی اور اب وہ گیٹ پر کھڑے گاڈر سے اس کی موجودگی کا پوچھ رہی تھی

جی بی بی آجائیں آپ، ہادی کے گھر آنے والے وہ ان چند لوگوں میں شمار ہوتی تھی جس کے لیے گاڈر ہمیشہ گیٹ کھولا رکھتے تھے

وہاں سے گزرتے ہوئے اس کی نظر وہاں موجود چند گاڑیوں کی طرف گئی گلاس ڈور سے ہادی نے اسے اندر کی طرف آتا دیکھا تھا وہ اس وقت اس کے ساتھ طلحہ ذوالفقار اور ذوالفقار رضا بیٹھے تھے وہ بنا معزرت کیے وہاں سے اٹھ کر اس کی طرف باہر کو آیا تھا

تم یہاں خیریت، وہ لون کی چھاؤں والی جگہ پر کھڑی تھی جب ہادی وہاں پہنچا

اچھا ہوا تم یہی مل گئے، وہ اسے دیکھتے مخاطب ہوئی تھی

کیسے ہو،

ٹھیک ہوں، آواز مدھم تھی

آج نہیں کہو گئے ہینڈ سم ہوں ہمیشہ کی طرح، وہ اس کا موڈ بدلنا چاہتی تھی

ہینڈ سم لوگوں کو کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی ہے لوگ خود سمجھ جاتے ہیں، نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے رئیسہ کی کوشش کامیاب ہونے دی تھی

گھر پر کوئی نہیں ہے کیا، یہاں وہاں دیکھتے اس نے پوچھا تھا

نہیں امیروں کی صرف پارٹیز میں رونق ہوتی ہے ایسی سچویشن میں نہیں، وہ سفید کُرتا شلوار قمیض میں ملبوس تھا

چھوڑوں تم اس سب سوچوں کو اور تم ٹینشن مت لینا کیونکہ میں ہوں اس کام کے لیے میں انسان اچھی نہیں ہوں پر دوست اچھی بن سکتی ہوں، اس کا لہجہ بہت خوشگوار تھا

تمہیں کبھی بھی ضرورت ہو تم مجھے کال کر دینا مس کال نہیں کرنا کیونکہ میرے پاس بیلنس بہت کم ہوتا ہے، وہ ہنسی تھی

اوکے میں یاد رکھو گا تمہارے پاس بیلنس نہیں ہوتا، وہ جواب میں ہنس تھا خالص ہنسی تھی وہ

اور تم کالج مت چھوڑنا میں تمہارے تھیسز کلیئر کروا دوں گی آخر سفارش چلتی ہے میری، کالر جھٹکا تھا

تم واقعی بہت اچھی انسان ہو، اس کا موڈ اب اچھا ہو گیا تھا

میں تمہاری اسئنمنٹ سبمٹ نہیں کرواؤں گی وہ پہلے بھی تم ہی کرتے ہو،اس نے جواب میں انگلی دیکھائی تھی اس کے گروپس میں صرف ہادی تھا جس سے وہ کام کرواتی اور اس کے کیا کرتی تھی

او کے مت کرنا اس بار بھی میں ہی کر دوں گا،اس نے چہرہ گھوما کر پیچھے دیکھا تھا اب وہاں طلحہ اور اس کا باپ موجود نہیں تھا وہ شاید چلے گئے تھے اور یہ اس کے لیے دوسری اچھی چیز ہوئی تھی رئیسہ کے آنے سے

اچھا ٹھیک میں چلتی ہوں اب ورنہ وہ پرا سیکیوٹر پھر شروع ہو جائے گی اور ایک کام لازمی کرنا اپنا شیف ضرورت بدل لینا بہت برا کھانا بنتا ہے،جاتے جاتے وہ بلند آواز میں بولتی باہر کی طرف چلی گئی

ہیلو میم،گاڑی سے ٹیک لگے طلحہ نے رئیسہ کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا

تمہارے ساتھ آخر مسئلہ کیا ہے،وہ چڑی تھی اس کی طرف دیکھتے

فلحال تو کوئی نہیں،ٹیک ہٹائے وہ آگے کو ہوا تھا

تمہیں کوئی کام وام ہے یا فضول میں دنیا کا بوجھ بڑھا رہے ہو تم،ناپسندیدہ شخصیت کے ساتھ وہ یہی سب کرتی تھی اور طلحہ ذوالفقار اس فہرست میں بہت جلد سر فہرست ہونے والا تھا

آپ کو نہیں لگتا آپ کچھ زیادہ روڈ ہو رہی ہیں، اسے برا لگا تھا

اجنبی لوگوں کے ساتھ میں روڈ ہی ہوتی ہوں اور تمہیں دعوت نہیں دی گئی تھی کہ مجھے

مخاطب کرو، وہ جانے کے لیے مڑی

تو آپ جناب کے لیے آپ سے جان پہچان بڑھانی پڑے گی، سوال کیا تھا

جان پہچان کہ بعد بھی میں تمہیں تو کم سے کم آپ جناب نہیں کہو گئی، بے رخی سے بولتے

وہاں سے چلی گئی طلحہ نے اس کو جاتے دیکھا تھا

تمہیں اپنے باپ پہ جانا چاہیے تھا طلحہ ذوالفقار خون سے زیادہ تربیت اثر کرتی ہے تم پہ" "

گاڑی میں بیٹھتے وہ خود سے مخاطب ہوا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کراچی، پاکستان

ہاسپٹل سے گھر آنے کے بعد سے رئیسہ دانیال کے ساتھ رہنے لگی تھی دانیال نے دوبارہ اسکو

ارسلان احمد کے قریب نہیں جانے دیا تھا اور نہ ان کی نظروں میں آنے دیا تھا وہ رئیسہ کو اپنے

ساتھ سکول لے کر جاتا اور رات کو اسے اپنے ساتھ واپس لایا کرتا تھا فیضان دو ہفتوں تک

ہاسپٹل میں رہا تھا اور دو ہفتوں بعد اس کی ڈیتھ بوڈی گھر آئی تھی اس دن دانیال نہ خود گھر میں رہا نہ اس نے رئیسہ کو رکھنے دیا تھا وہ جنازے کے بعد رئیسہ کو قبرستان لے کر گیا تھا

ہم کہاں جا رہے ہیں، اس کا ہاتھ پکڑ کر چلتے رئیسہ نے سوال کیا تھا

ہم فیضی کہ پاس جا رہے ہیں،

کیا سچ میں وہ ٹھیک ہو گیا آپ کو پہلے بتانا چاہیے تھا مجھے میں اس کے لیے کچھ لے کر آتی، وہ ایک دم خوش ہوئی تھی

وہ آپ کی چیز نہیں کھائے گا، دانیال کا لہجہ بہت مدھم تھا

کیوں وہ کیوں نہ کھائے گا کیا وہ ناراض ہے مجھ سے، خوشی حیرانی میں بدل گئی تھی

نہیں ناراض نہیں ہے وہ انوزیبل ہو گیا ہے کارٹون کی طرح نہ تو وہ کیسے کھا سکتا ہے کچھ بھی،

کیا یہاں ہے فیضی، وہ روکے تو رئیسہ نے دانیال کی بات پر دیہان دیے بنا اس سے پوچھا تھا

رئیسہ کو دانیال نے ہر چیز دی تھی اور وہ جو نہیں دے سکا وہ اس کا باپ تھا اس نے رئیسہ کی ہر خواہش ہر بات پر آمین کہا تھا ہائی اسکول کے ساتھ وہ بہت طرح کے کورس کرتی تھی رئیسہ نے سلیف ڈیفنس کی طرح کا ہر کورس کیا تھا رئیسہ طرف ایک جملہ بولا کرتی تھی میں یہ کر لو

جواب ہمیشہ عملی صورت میں آتا تھا وہ اس کی واحد خواہش تھی جس پر دانیال نے "کیوں" کہا تھا

میں کوکنگ کلاسز لے لوں، رئیسہ نے کھانا کھاتے سوال کیا تھا یا اجازت مانگی تھی

کیوں کوکنگ کلاسز کس لیے، اس نے حیرانی ظاہر کی تھی

کھانا بنانے کے لیے اور کس لیے، اس کا انداز نارمل تھا

کھانا بنا ہوا ملتا ہے پھر کیوں،

وہ آپ کے لیے آپ صبح صبح ناشتہ بناتے ہیں اتنے کام کرتے ہیں ایک ساتھ اس لیے،

کیا میرے کھانے کا ذائقہ بدل گیا ہے، وہ مزید حیران ہوا

ارے نہیں تو مجھے بھی تو آنا چاہیے نہ کھانا بنانا آپ میری شادی بھی تو کریں گے پھر کیا کروں گی، وہ ہنسی

فکر نہیں کرو کوئی کوک ہی ڈھونڈ کر دوں گا،

اور اگر ایسا پیں نہ ڈھونڈ سکے تو، اس کو مزا آرہا تھا اس بارے میں بات کر کے

تو کیا ہوا میں تو ہو نہ کھانا بنانے کے لیے، وہ ہنس دیے

پر پھر بھی ہر کوئی کوکنگ بھی تو نہیں کر سکتا نہ،

تو ہر کوئی کوڈنگ بھی نہیں کر سکتا ہے نہ ہر کوئی اپنا ڈیفینس بھی نہیں کر سکتا تھا، وہ رئیسہ کی خوبیاں بتانے لگے تھے

اور ہر کوئی رئیسہ ارسلان احمد کو افورڈ بھی نہیں کر سکتا ہے نہ، اس کی بات پوری ہونے پر وہ بولی

دیٹس مائی پوائنٹ، دانیال نے ہنستے ہوئے چوٹکی بجائی

کسی بھی چیز کی حد سے زیادہ مقدار ذہنی اور جسمانی صحت دونوں کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے رشتہ کوئی بھی ہو کبھی بھی ایک طرف سے نہیں نبھایا نہیں جا سکتا ایفرٹ دونوں طرف سے ہونا لازم وملزوم ہے اور اگر کوئی اس بات پر آتا ہے کہ ایک طرف کا رشتہ بہت ہوتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ ایک طرف کھڑا انسان وہ خود ظرف میں بھی اور زیادتی میں بھی، کچھ دیر بعد وہ رئیسہ سے مخاطب ہوئے

میں شوٹنگ کورس کر لوں، ان کی بات پر طرف اس نے سر ہلایا تھا

کل پتہ کرتے ہیں، دانیال نے ڈیکس ٹوپ کی طرف دیکھتے کہا تھا

یہ نہیں پوچھنا کیوں، اس نے فوراً سوال کیا

شوہر اچھا نہ ملا تو اس کو برتن تو اچھے سے لگ ہی جائے گے نہ، اپنی بات کے آخر میں وہ ہنس دیے ان کے ساتھ ساتھ رئیسہ کا قہقہہ بھی گونجا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور، پاکستان

آپ کے لیے اچھی خبر ہے، رئیسہ زاویار کے آفس میں داخل ہوتے ساتھ ہی بولی تھی

کیا بات ہے یہاں سے ایسی خبریں بھی نشر کی جاتی ہیں، تھوڑی پر ہاتھ رکھے وہ بھری دلچسپی سے مخاطب ہوا تھا

ہاں کہہ لے یہ میڈیا کبھی کبھی لوگوں کو خوشی بانٹ دیتا ہے، کیا شاہانہ انداز تھا

اس لحاظ تو میں خوش قسمت ہوا نہ،

تصور کرنے میں کسی کا کیا جاتا ہے، اس نے غلط فہمی دور کی وہ ہنس دیا

اچھا بتائیں کیا اچھی خبر ہے، انداز اب بھی پہلے جیسا تھا

اچھا پر ایک شرط پر، اس نے کرسی پر ٹیک لگائی

میڈیا شرطیں کب سے رکھنے لگا،

جب سے مجھ سے منسلک ہوا ہے تب سے، وہ اترائی

بتا دیں کیا پتہ آپ کی بھی سنی جائے اس بہانے، وہ فائل نکالنے لگا تھا

آپ میرے ساتھ لاہور گھومے گے،

آپ کے فون میں میپ نہیں ہے کیا محترمہ، جواب فوراً آیا تھا

میپ ہے بیگ اٹھنے والا نہیں ہے، اس نے ظاہر جوابی کی

کتنی تنخواہ دیے گئی، وہ کام چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوا

ٹرائی پر لے کر جا رہی ہوں اگر اچھے رہے تب تنخواہ کی بات کریں گئے،

اچھا خبر تو بتائیں محترمہ، وہ بات کی طرف آیا

ڈپٹی کمشنر سسپنڈ ہو گیا، وہ رازداری سے بولی

اس کی بات اور انداز پر زاویار ہنس دیا "اچھا ایسا نہیں ہو سکتا" اس نے مزید کہا

دیکھا مجھے پتہ تھا آپ کو یقین نہیں آئے گا اس لیے شرط کا کہا تھا

اچھا بتائیں کیا شرط ہے ویسے بھی آپ ہار جائے گی، جانتے ہوئے بھی اس نے کہہ اسے رئیسہ

کا یقین اور مان قائم رکھنا تھا نہ جانے کیوں

نہیں میں نہیں ہاروں گئی، چیلنج کیا تھا

آپ ہارنے ویسے بھی نہیں دیں گئے، آواز مدھم تھی

آپ چلے گئے لاہور گھومنے اور اب آپ ہارے تو بل آپ پے کریں گے، اپنی بات کہہ کر وہ جانے کے لیے اٹھی

اب کہاں جا رہی ہے محترمہ، اس کے جانے سے پہلے وہ بول اٹھا

ثبوت لانے جا رہے ہیں محترم کیونکہ آپ ایسے تو یقین نہیں کریں گے نہ، دروازے پر کھڑے اس نے کہا تھا

آپ کی بات کا ہم بنا ثبوت کے بھی یقین کر لیں گے محترمہ، وہ مدھم سا مسکرایا تھا رئیسہ اس کی بات سننے سے پہلے جا چکی تھی

اگلی صبح وہ رئیسہ کی بلڈنگ کے باہر ٹہلتے ہوئے اس کا انتظار کر رہا تھا نیوی بلو کلر کی بٹن شرٹ کے ساتھ وہ کریم کلر کی جینز میں ملبوس تھا چند منٹ گزرنے کے بعد اس کو رئیسہ اپنی طرف آتی ہوئی دکھائی دی تھی

اس کے بال کھلے ہونے کے ساتھ ہمیشہ کی طرح اس کے چہرے پر بکھرے تھے گلے میں سٹالر موجود تھا اس نے دونوں کندھوں پر اپنا بیک پہنا اور ہاتھ میں ایک میٹل کی بوتل پکڑے اس نے دور سے اپنا ہاتھ لہراتے وہ زاویار کی طرف آنے لگی

یہ فورمل ڈریس میں زیادہ اچھے لگتے ہیں یہ کیجول ڈریس میں "اس نے سوچا تھا"

اس کے پاس آتے ہی ہاتھ میں موجود بوتل اس نے زاویار کی طرف بڑھائی

کیا کروں اس کا، زاویار نے بے اختیار سوال کیا

چائے ہے اس میں، وہ اپنا جوتا ٹھیک کرنے کے لیے جھکی

چائے کس لیے، وہ حیران ہوا

اب باہر کی بنی ہوئی چائے نہیں پیتے نا اس لیے، اس کا انداز عام سا تھا پر زاویار حیران ہوا تھا

شکریہ، اس کا موڈ خوشگوار ہو گیا تھا

ویسے مجھے اتنی اچھی چائے بنانی نہیں اتی مگر پھر بھی اب جیسی بھی ہے آپ کو قبول کرنی پڑے گی، وہ اترا کر بولی تھی

تابعدار، اپنے سینے پر ہاتھ رکھے وہ ہلکا سا جھکتے ہنسا تھا

وہ چلتے ہوئے خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئے

اپنی مطلوبہ جگہ پر پہنچ کر رئیسہ نے گاڑی سے اترتے ہوئے اپنا بیگ لیا اور کندھے پر ڈالتے آگے کی طرف چل دی

زاویار نے اس کے پیچھے آتے بنا کچھ کہے بیگ پکڑے اس کے کندھوں سے اوپر کیا اس نے حیرانی سے پیچھے کی طرف دیکھا تھا

اب آپ کے پاس میپ ہے مگر بیگ اٹھانے والا نہیں ہے تو یہ مجھے دے دیں آپ،

نہیں میں نے مذاق کیا تھا رہنے دیں، اس نے بیگ کھینچنے کی کوشش کی

سیلری کا معاملہ میرے لیے مذاق تھوڑی نہ اب، اس پہ بڑے سیریس انداز میں رئیسہ کی کہی کل کی بات دہرائی

ویسے جتنا کام میں آپ کا کرتی ہوں نا سیلری مجھے نہیں آپ کو مجھے دینی چاہیے، اس نے بیگ چھوڑ دیا تھا

سیلری نہیں دینی تو مت دیں اپنی سیلری کی بات کیوں لا رہی ہیں بیچ میں، وہ بیگ پہنتے ہوئے آگے نکل گیا

آپ کو پتہ بھی ہے آپ کی وجہ سے میری کتنی نیند خراب ہوتی، وہ بھاگتے ہوئے اس کے برابر آئی

کوئی مجھ سے بھی تو پوچھے میرا کیا کچھ خراب نہیں ہو رہا آپ کے آنے سے،

جیسے کہ، اس لیے ماتھے پر تیوری چڑھائی

جیسے کہ میرا دماغ، جواب فوراً آیا

ہنہ وہ پہلے سے ہی خراب ہے غلطی فہمی ہوئی ہے آپ کو مسٹر، اسے غصے آیا

مانا کے خراب تھا پر اتنا بھی نہیں تھا جتنا آپ کی وجہ سے ہوا ہے، وہ لوگ ناشتہ کرنے اندرون شہر آئے تھے اور اب وہ آگے پیچھے چلتے ہوئے لاہور کی خاموشی میں جھگڑنے میں مصروف تھے

ویسے آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے شاید آپ کو کسی نے نہیں بتایا ہو گا مگر آدمی کم بولتے ہوئے زیادہ اچھے لگتے ہیں، اس کی بات پر وہ ایک دم سے موڑی تھی

میں نے کون سا آپ سے رشتہ لینا ہے جو میں آپ کو اچھا لگنے کے لیے خاموش رہوں اور ویسے بھی آپ کی اطلاع کے لیے بھی عرض ہے یہ جملہ غالباً خواتین کے لیے کہا جاتا ہے، جس حساب سے آپ لڑتے ہیں نہ انیس، بیس کا ہی فرق ہے آپ میں اور خواتین میں، چڑ کر کہا گیا

اب انسان وکیل ہو اور خاموش رہے یہ ممکن تو نہیں ہے نہ آپ ڈائریکٹ کہے نہ آپ جیلس ہو رہی ہے میری اس خصوصیت سے یا آپ کو ہضم نہیں ہو رہا ہے، اس کا انداز رئیسہ سے تھوڑا ہی مختلف تھا

اس کی بات پر رئیسہ کی آنکھیں پوری کی پوری کھلی تھی "میں آپ سے جیلس ہو رہی ہوں

آپ سے "اپنی طرف انگلی کیے تصدیق چاہی تھی شاید اس نے کچھ غلط سنا تھا

" جی ہاں بالکل "

آپ کو کچھ زیادہ ہی خوش فہمی نہیں باہر آ جائے خوابوں کی دنیا سے وکیل ہیں آپ کسی فکشنل

بک کے رائٹر نہیں ہے آپ، اس کی انداز میں عجیب حیرانی تھی

رائٹر تو نہیں ہوں ہاں البتہ ہیر و ہو سکتا ہوں، اب یہ صبر کی انتہا تھی

میرے پاس نہ ایک اچھے سائکیٹرس کا نمبر پیسے بھی کم چارج کرتا ہے آپ نہ اس بار اس سے

رابطہ کر کے دیکھیں، اس نے بڑے ہمدردانہ انداز میں مشورہ دیا تھا

او کے آپ جب بھی فری ہوں تو بتا دیں ساتھ چلے گئے، وہ بہت سیریس تھا

میں کیوں جاؤں گی آپ کے ساتھ،

آپ کے پاس سائکیٹرس کا نمبر ہے اور وہ بھی اتنی معلومات کے ساتھ تو میں آپ کے ساتھ

جاؤ گا آپ کو کمپنی دینے،

اور ہاں فکر نہیں کریں اس کی پیمنٹ کر دوں گا میں بہت پیسے ہیں میرے پاس، کچھ دیر بعد وہ

رئیسہ کی طرف جھکا کر رازداری سے بولا

اتنے ہی پیسے ہضم نہیں ہو رہے تو سیلری دیں دے آپ، جل کر کہا تھا

اتنے بھی ہیں اب، وہ بڑبڑایا

وہ رات کے وقت حویلی ہوٹل کے ٹوپ فلور پر بیٹھے کھانا کھانے کے ساتھ لاہور کا منظر دیکھ رہے تھے ان کے آس پاس بہت سے اور لوگ بھی بیٹھے باتوں میں مصروف تھے وہاں لوگوں کا ایک ہجوم تھا مختلف لہجے چہرے ایک دنیا آباد تھی لاہور میں رات کے وقت

آپ نے مجھے کہہ تھا جن چیزوں کو وقت ظاہر نہیں کر رہا ہوا ان کی تلاش نہیں کرنی چاہیے

ایسا کیوں نہیں کرنا چاہیے، یہاں وہاں دیکھتے وہ مدھم آواز میں بولی

بہت لوگوں سے سنی اور آزمائی کوئی بات ہے لاعملی نعمت ہے اس لیے، وہ اس وقت اس بات کی توقع اس سے نہیں کر رہا تھا

اور وہ لاعلمی ہے کس بارے میں، اس کے تاثرات دیکھنے کے بعد وہ سیریس ہوا

پتہ نہیں ہے کچھ جو مجھے بھی نہیں پتہ ہے پر پتہ کرنا بھی ہے، وہ بہت غیب دماغی کی حالت میں مخاطب تھی

جب راستہ دھندلا ہو تو سفر پر جانا حمایت ہوتی ہے، وہ جوس پینے لگا

حمایت سہی پر ضروری ہے، وہ گہری سانس لے کر رہ گئی

اس حمایت سے جو نقصان ہو گا اس کا کیا،

میں اپنے حصے کے نقصانات برداشت کر چکی ہوں یا کر رہی ہوں، آخری بات خود سے کہی

تھی اسے اپنے باپ کے الفاظ یاد آئے

چلیں، وہ اپنا بیگ لئے اس کا انتظار کیے بنا اٹھا کر چلی گئی

ہوٹل سے باہر آ کر وہ بے مقصد چلنے لگی لوگوں کو دیکھتے ہر طرف موجود روشنی اس کی

آنکھوں کے پانی میں تیر رہی تھی پر آنسو نہیں گرے تھے زاویار کی آواز پر اس نے گہرے

سانس لے کر خود کو نارمل کیا

اتنی جلدی میں کیوں آ گئی وہاں سے آپ، وہ پریشان ہوا

ایسے ہی بل نہ دینا پڑے، وہ اذیت سے ہنسی تھی

پوچھنے کا حق نہیں ہے میرا اور نہ یقین کرنا مشکل ہے آپ کی بات پر، مزید سوال کیے بنا وہ اس

کے ساتھ چلنے لگا

روتی ہوئی آنکھیں اور مُسکراتا ہوا چہرہ دنیا کے حسین مناظر میں شمار ہوتا ہے مجھے ایسا لگتا ہے،

رئیسہ کی آنکھوں میں دیکھتے بات کہی تھی

لاہور سے بھی زیادہ، وہ بے ساختہ بولی

ایسے منظر کے لیے ہزاروں لاہور قربان محترمہ، وہ اس پر اختیار نہ ہو پر اپنے الفاظ پر رکھتا تھا اس کی آنکھوں کی نمی کو دیکھتے اسے کچھ ہوا تھا

آپ کو نہیں لگتا عورت اس دنیا کی سب سے معمولی مخلوق ہے، اسے تجسس ہوا زاویار کے خیالات جانے کا وہ اس طرف متوجہ اس کی طرف چلنے لگی تھی اور وہ سوچتے ہوئے اپنے قدم پیچھے لے رہا تھا

عورت اس دنیا کی سب سے ریئر مخلوق ہے، رئیسہ کی طرف دیکھتے وہ مدھم آواز میں کہنے لگا

آج تک کسی مرد کو چاند، ستاروں اور پھولوں سے تشبیہ نہیں دی گئی، وہاں موجود کہی لوگوں نے ان کی طرف دیکھا تھا

یہ حق خالق کائنات نے صرف عورت کے لیے رکھا، اتنے شور میں بھی رئیسہ کو طرف اس کی آواز سنائی دے رہی تھی

آدمی کو سونے کی ضرورت نہیں ہے، وہ بہت آہستہ چلنے لگی تھی

نہ اس کے لیے جائز ہے سونا عورت کے حسن کے لیے تخلیق کیا گیا، زاویار کی نظریں رئیسہ کے جوتوں پر تھی جو کھولے تھے

ایک معمولی سے ریت کے ذرے کو عورت کی کلائی نایاب بناتی ہے، شور کی وجہ سے اس کی آواز تھوڑی بلند تھی

اور کسی مخلوق کے لیے ایسی عنایتیں نہیں کی گئی، رئیسہ کے لیے چند لمحوں کے لیے دنیا مائنس ہو گئی تھی

پھولوں سے زیورات بنائیں گے، زاویار کی نظریں بے اختیار پھولوں پر پڑی

عورت کے زیورات کے لیے خالق کائنات نے پھولوں کا استعمال کیا

ایک مرد کو پھول نہیں دیے جاتے پھول ایک عورت کے لیے تخلیق کیے گئے،

عورت سمجھتی ہے کہ وہ عام ہے، زاویار نے رئیسہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہہ

مگر عام چیزوں کا ذکر خاص کتابوں میں نہیں کیا جاتا،

مرد بے شک عورت سے افضل ہیں،

پر وہ اپنا محافظ خود ہوتا ہے، وہ بے اختیار روک گئی

اور عورت کی حفاظت کے لیے اللہ نے چار مرد مقرر کیے ہیں

مرد بے شک عورت سے افضل ہیں پر وہ اپنا محافظ خود ہوتا ہے، روکنے کی وجہ سے اب اس کی آواز مدھم تھی اور نظریں رئیسہ پر تھی

کہاں کھو گئی آپ محترمہ، بہت دیر تک رئیسہ کو ایک پوزیشن میں دیکھتے اس نے اپنا ہاتھ چہرے کے آگے لہرایا تھا

ہاں۔۔ہاں کہی نہیں، وہ حیرانی اور بے یقینی سے اس کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تھی

اس کے تاثرات دیکھتے وہ بے ساختہ ہنس دیا

آپ کو پر سنیلٹی ڈس آرڈر بھی ہیں،اس کی طرف دیکھتے وہ مزید حیرانی سے بولی

وہ جواب میں قہقہہ لگا کر ہنسا تھا بہت سے لوگوں نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا تھا اور رئیسہ نے ان لوگوں کی طرف

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیلیفورنیا،امریکہ

رات کے وقت وہ اپنے کمرے میں بیٹھا گم سم نظروں سے سامنے موجود باکس کو دیکھ رہا تھا جو ہر سیزن میں اس کو پاکستان کی طرف سے بھیجا جاتا ہے موسم کے پھولوں اور کے ساتھ اس ماحول کے مطابق کپڑوں کے ساتھ ایک خط ہوا کرتا تھا جس میں ہر چیز کی بے شمار تفصیل ہوتی تھی یہ سلسلہ اس کے امریکہ آنے کے بعد سے چلتا آرہا تھا وہ خط ہاتھ میں لیے سٹڈی ٹیبل پر بیٹھ گیا اور اس کو دیکھتے ہر چیز ایک دم سے غیر واضح ہو گئی تھی

اس کے گھر میں اچانک ایک نئے افراد کا اضافہ ہوا تھا جس کا تعارف اس گھر کی نئی نوکرانی کی حیثیت سے کرایا گیا تھا اس کی زندگی کی ترتیب بدل گئی تھی بے وقت کھانے کی جگہ اب اس کا شیڈیول ہوتا تھا کھانے کا باہر کے کھانے کی بجائے گھر کا کھانا ملنے لگا تھا وہ اس خاتون سے بہت حد تک مانوس ہو گیا تھا

آج آپ کا رزلٹ تھا نہ کیسا رہا، یہ سوال بہت مدت کے بعد اس سے پوچھا گیا تھا جس کا جواب بھی وہ بول چکا تھا

اس نے کچھ کہہ بنا ہاتھ میں موجود کارڈ اس خاتون کی طرف بڑھا دیا

اتنے کم نمبر کیوں، بہت مدھم لہجہ میں سوال کے ساتھ دکھ بھی تھا طلحہ کو محسوس ہوا

پتا نہیں، وہ ان کی طرف دیکھتے صرف یہی کہہ سکا

آپ کا موڈ آف ہو گیا نہ کوئی بات نہیں اگلی بار اس سے اچھے گریڈز آئے گئے میں کچھ بنا کر لاتی ہوں اچھا سا آپ کے لیے، اس کا گال تھپتھپاتے وہ کچن کی طرف چلی گئی وہ وہی کھڑا رہا تھا

اچھے گریڈز آنے پر کہا ہو گا، وہ کچھ دیر بعد وہ کچن میں آیا

اچھے گریڈز آنے پر اچھا گفٹ ملے گے، وہ مصروف کی بولی تھی

پر وہ تو ایسے بھی مل جاتے ہیں،

پر ان کی خوشی زیادہ ہو گی، وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی

مجھے تو دونوں سے ہی نہیں ہوتی ہے آپ کو پتہ ہے اتنے میڈل ہیں میرے پاس پر گفٹ سے تو کبھی خوشی نہیں ہوتی ہے، وہ معلومات دینے کے انداز میں کہہ رہا تھا

تو کس چیز سے خوشی ہوتی ہے آپ کو، وہ گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھی

پتہ نہیں، کندھے اچکائے

چلو اگر آپ کے نیکسٹ ٹیم اچھے گریڈز آتے تو میں آپ کو اچھا کہنا کھانا بنا کے دوں گی،

پر آپ کا کھانا تا ویسے بھی اچھا ہی ہوتا ہے، وہ نا سمجھی سے بولا

تب والا زیادہ سپیشل ہو گا نہ، مزید بتایا

آپ مجھے وہ بک پڑھائے گی جو آپ پڑتی ہیں صبح صبح، اس نے کہی بار ان کو قرآن پڑھتے دیکھا تھا

اوکے اگر آپ کے اچھے گریڈز آئے تب،

پکا نہ، وہ تصدیق مانگ رہا تھا

پکا، وہ مسکرائی تھی

اس کا آنسو گرا تھا وہ اچانک ہوش میں آیا تھا اسے اپنے ماں کی جدائی سے زیادہ ان خاتون سے الگ ہونے کا دکھ تھا خط پڑھے بنا اس نے ٹیبل پر رکھا اور خود اٹھ کر کچن میں چلا گیا

خیریت ہے سوئے نہیں رات میں تو کیا چوکیداری کرتے رہے ہو رات، یونیورسٹی آئے ہی جیک نے اس کی آنکھوں کو دیکھتے پوچھا تھا

ہاں، ایک لفظ بول کر وہ آگے کو چلا گیا

کسی کی چوکیداری میں یہ حال ہوا تمہاری آنکھوں کا، وہ پیچھے آیا دوبارہ اس سے مخاطب ہوا خوابوں کی، آواز اتنا مدھم تھی کہ متوجہ ہونے کے بعد بھی وہ نہ سن سکا

ہیلو مسٹر، آواز پر طلحہ نے سر اٹھایا تھا وہ اپنی پرانی جگہ پر ہیڈ ڈاؤن کیے بیٹھا تھا وہ آواز کیلین کی تھی

کہاں ہیں آپ کے ساتھ والے آج، طلحہ نے نا محسوس انداز میں اپنی جگہ سے ہٹ کر اس کو بیٹھنے کی جگہ دی

میرے ساتھی کون سے، اسے سمجھ نہیں آیا

تمہاری یہ آنکھوں کی رونق اور یہ چہرے پر مسکراہٹ یہ، چہرے کے گرد ہوا میں گول دائرے بنایا

زہے نصیب آپ میری آنکھوں پر غور بھی کرتی ہیں، وہ خوش ہوا

میں نہیں کرتی لوگوں سے سنا تھا آتے جاتے، اس نے جھوٹ کہہ تھا

کیا بات میں اتنا مشہور ہوا، وہ متاثر نظر آرہا تھا

اتنے تولا علم بھی نہیں ہو اب مسٹر، اس نے آنکھیں دیکھیں

یہ کیا لکھ رہی ہیں، اس کی نظر نوٹ بک پر پڑی

فکشنل لکھنے کی کوشش کر رہی ہوں، وہ بھی اب نوٹ بک کی طرف متوجہ تھی

پر کس لیے، وہ حیران ہوا

کس لیے مطلب مجھے پسند ہے اس لیے،

یہ شوق کب سے لاحق ہوا، اس نے وہ نوٹ بک پکڑی

بہت دیر سے میں لکھوں گی ایک فکشنل سٹوری پر بک اور فینس بھی ہو گی، وہ بہت امید سے بولی تھی

ہاں امیر باپ کی بیٹی ہیں فینس تو بک یوں ہو جائے گی، اس نے چٹکی بجائی

مجھے ایسی شہرت نہیں چاہیے، وہ فورا بولی

تو پھر کیسی چاہیے، اس کی طرف دیکھتے سوال کیا

سیلف میڈ اور ویسے بھی ایک عورت اگر فکشنل سٹوری لکھے تو وہ بہت اچھی لکھ سکتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگر میں لکھوں گی تو وہ فیمس بھی ہو گی، بہت یقین سے کہا تھا

ویسے میں اس بات پر اختلاف کرتا ہوں کہ ایک عورت اچھی فکشنل سٹوری لکھ سکتی ہے پر اگر کوئی مرد فکشنل سٹوری لکھے تو عورت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے،

تم بھی فکشنل لکھتے اور پڑھتے ہو، کیلین نے حیرانی سے سوال کیا

نہیں نہ میں لکھتا ہوں نہ پڑھا یا ہوں کتابیں انسان کو گمراہ کرتی ہیں، وہ کہہ رہا تھا

انسان بھی کرتے ہیں نہ، اسے یہ بات پسند نہیں آئی تھی

انسان کا گمراہ کیا شخص جلدی آگاہی میں آجاتا ہے بانسبت کتابوں کے گمراہ کیے انسان سے، وہ کھڑکی سے آتی دھوپ کی طرف دیکھ رہا تھا

پر کتابیں انسانوں سے اچھی ہی ہوتی ہیں، اسے طلحہ کی بات ہضم نہیں ہوئی تھی

ہاں یہ بات تو بالکل ٹھیک ہے کتابیں انسانوں سے بہتر ہی ہوتی ہیں کتابوں کا نشہ ایک ایسے مرض جیسا ہے جو لاعلاج ہے اور میں پہلے سے ہی ایک لاعلاج مرض میں مبتلا ہوں مزید کسی اور کی جگہ نہیں رہی ہے، وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا

کس مرض میں، اس کے تاثرات ایک لمحے میں بدلے تھے

چھوڑ آپ چلیں کینٹین چلتے ہیں ناشتہ نہیں کیا میں نے، گہری سانس لے کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ گیا

تم میری لکھی ہوئی کتاب بھی نہیں پڑھو گئے کیا، اسے الگ فکر تھی کوڑی ڈور میں چلتے اس سے سوال کیا تھا

وہ بے ساختہ ہنس دیا "آپ کی لکھی گئی کتاب کو میں نہ طرف پڑھو گا بلکہ میڈل کی طرح ہمیشہ اپنے سامنے رکھو گا میں خصور "

چاہے تو کہی بھی کسی بھی جگہ ہو تب بھی، اسے اب بھی یقین نہیں آیا تھا

ہاں کہی بھی کسی بھی جگہ پر، اس کی طرف دیکھتے وہ بہت یقین سے بولا تھا

وہ لوگ کنٹین پہنچے تو طلحہ کے دوست پہلے ہی وہاں موجود تھے وہ کسی اور ٹیبل کی طرف جانے کی بجائے کیلین کے ساتھ ان کی طرف آگیا

توسب یہاں پر، بیگ رکھتے اس نے سر سری سا سوال کیا

ہم سب تم تو یہی پر ہوتے ہیں تمہارے ٹھکانے بدل گئے ہیں آج کل، اس کے گروپس میں موجود لڑکی بولی تھی

کبھی کسی بات کا سیدھا جواب نہ دینا تم، وہ چڑا

تم سیدھے سوال کرتے کب ہو، وہ کچھ لانے کے لیے اٹھ کر

کہا جا رہے ہو اب، جیک نے پوچھا

کچھ کھانے کے لیے لینے جا رہا ہوں، اٹھتے اٹھتے جواب دیا

ہمارے لیے، جیک دلچسپی سے بولا

میں نے صدقہ کرنا چھوڑا ہوا ہے آج کل، وہ مڑ تھا اس نے کیلین کی طرف دیکھتے اس سے پوچھا تھا

"آپ کچھ لیں گی "

ہاں کافی، وہ اپنی نوٹ بک کی طرف متوجہ تھی

اوکے، وہ وہاں سے چلا گیا

غدار!!!!!" جیک نے جل کر کہا تھا یہاں وہاں کچھ دیر لوگوں کو دیکھنے کے بعد وہ کیلین

" سے مخاطب ہوا

کیا ہو رہا ہے،

کچھ نہیں کچھ لکھنے کی کوشش کر رہی ہوں، اس نے اپنا سر نہیں اٹھایا

کیا لکھنے کی کوشش ہو رہی ہے، وہ اس کی طرف جھکا تھا بیلا بوتل سے پانی پیتی ان کو دیکھنے لگی

اس کی حرکت پر کیلین نے اپنی نوٹ بک زور سے بند کی اور اس کی طرف متوجہ ہوئی

آہ ہمارے نصیب میں کوئی ہے ہی نہیں، جیک اس کی حرکت پر پیچھے ہو کر بیٹھتا باہر سے

آتے نئے کپل کو دیکھتے مخاطب ہوا

جب حرکتیں ایسی ہوں گی تو کوئی نصیب میں بھی کیسے ہو گی، کیلین نے جل کر جواب دیا تھا

طلحہ کی بھی حرکتیں ایسی ہیں نہ پھر آپ کیوں ہیں اس کے ساتھ، وہ دوبارہ اس کی طرف جھکا

ایک لمحہ میں وہ پورا پانی سے بھیگ گیا کیلین نے سامنے رکھی بیلا کی بوتل میں موجود سارا پانی

اس پر پھینکا تھا

میں اس کی گرلفرینڈ نہیں ہوں، ٹھہر ٹھہر کر بولا غصے سے بولی تھی

تمہاری۔۔۔وہ بات پوری کرتا اس سے پہلے طلحہ وہاں پہنچا تھا اور اس نے اس کی گردن سے پکڑا تھا

آپ، آپ کہہ کے مخالف کیا کرو، آواز کے ساتھ اس کے ہاتھ کا سخت تھا وہاں موجود لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے

طلحہ چھوڑو اسے سانس نہیں آرہا اس کو تم پاگل ہو گئے ہو اور پانی پھینکنا کہاں کی اخلاقی حرکت ہے تو اپنے حواسوں میں تو ہو، بیلا فوراً اٹھ کر اس کو جیک سے دور کرنے لگی

بے شک تیزاب بھی پھینکیں وہ۔ پر آپ سے تم پر آنے کی اجازت تب بھی نہیں ہے، اس کی گردن چھوڑ کر وہ غصے سے بولا

تمہارا دماغ ٹھکانے پر ہے، جیک چلایا تھا

میرا دماغ ٹھکانے پر ہے اور مجھے تمہارا کرنا بھی اچھے سے آتا ہے جب میں ان کی بداخلاقی نہیں کرتا تو میں کسی عیرے غیرے کو بھی اجازت نہیں دوں گا کہ وہ یہ کام کرے سمجھے تم، وہ اس سے بلند آواز میں چلایا تھا

کیلین وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھی جیک کی طرف غصے سے دیکھتے وہ اس کی طرف بھاگا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور، پاکستان

رئیسہ آج پھر پروفیسر حماد کے آفس میں بیٹھی بڑی سنجیدگی سے اس کا جائزہ لے رہی تھی وہ بار بار کبھی پروفیسر کی طرف دیکھتی تو کبھی آفس کی طرف

کیا کام ہے رئیسہ، بلآخر انھوں نے سوال کر ہی لیا تھا

کام تو نہیں ہے کوئی میں تو ایسے ہی آئی بور ہو رہی تھی بس اس لیے، وہ دوبارہ آفس کی طرف دیکھنے لگی

بور ہو رہی تھی تو یہاں آنے کا مقصد کوئی اور جگہ نہیں رہی تھی دنیا میں، وہ کمپیوٹر پر مصروف اس سے بولے تھے

جگہ تو بہت ہے دنیا میں پر میرے پاس پیسے نہیں ہے، کیا مظلومیت تھی

آئندہ میں اپنے آفس آنے کی بھی ٹکٹ رکھوں گا تاکہ تم یہاں نہ آسکوں، وہ بہت سنجیدہ تھے

میرے آنے سے آپ کو کیا مسئلہ ہوتا ہے، وہ دکھ سے بولی

آپ کی موجودگی ہی مسئلہ ہے اس کے علاوہ کوئی مسئلہ آ ہی کہاں سکتا ہے، وہ بیت پر سکون انداز میں اس کو تنز کر رہے تھے

سیریسلی پروفیسر، وہ حیران ہوئی

کام بتاؤ بیٹا، وہ اب کمپیوٹر چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے

ہادی کے والد کی وفات ہو گئی ہے، اب وہ مزید نہیں برداشت کر سکتی تھی اس لیے کام کی بات پر آئی

تو فاتحہ پڑنے کے لیے آئی ہیں آپ، انھوں نے دعا کی طرح ہاتھ رکھے

نہیں وہ تو بعد میں پڑھ لینا آپ مجھے آپ سے یہ کام تھا آپ اس کے تھیس کلیر کر دیں گئے کیا، وہ جلدی جلدی بولی

کیوں میں کیوں کروں کلیر، ماتھے پر بل پڑے تھے

وہ اپنے فادر کی وجہ سے دکھی ہے نا اس لیے وہ نہیں کر پائے گا تو پلیز آپ کر دیجئے گا نہ، ان نے اپنے چہرے پر مظلومیت تاری کی

دکھ میں الیکشن لڑا جا سکتا ہے،

وہ تو مجبوری ہے نہ میں اس سے وعدہ کیا ہے پلیز آپ عزت رکھ لے نہ میری، ہاتھ جوڑنے کی کمی تھی بس

یہ تمہارا مسئلہ ہے میرا نہیں، وہ کمپیوٹر کی طرف متوجہ تھے

انکل پلیز آخری بار پکا اس کے بعد نہیں کہوں گی پلیز،

تمہارا ہر بار ہی آخری بار ہوتا ہے،اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ

کچھ کہنے سے پہلے اس کا فون بجنے لگا کالر آئی ڈی دیکھنے کے بعد اس نے فون کٹ دیا اور دوبارہ

پروفیسر کی طرف متوجہ ہوئی مزید کچھ کہنے سے پہلے فون دوبارہ بجنے لگا اس کا دل کیا وہ اس کو

اچھی خاصی سنا دیے ایک بار پر وہ پروفیسر کے سامنے ایسا نہیں کر سکتی تھی

ابھی جاؤ جس کام سے جانا ہے بعد میں دیکھ لے گئے،

اگر بعد میں آپ نے مجھے انگوٹھا دیکھا دیا تو،

تو دیکھ لینا،وہ سیریس تھے

پروفیسر ،انکل پلیز نہ،وہ دوبارہ ترلوں پر آئی تھی

اچھا جاؤ فلحال نہیں ہو گا ایسا،

پکا نہ،اس کا یقین کرنا مشکل تھا

ہاں پکا جاؤ فلحال مزید برداشت نہیں کر سکتا ہوں،انھوں نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے

جانے کو کہا

آفس سے باہر اتے اس کا فون ابھی بھی مسلسل بج رہا تھا اس نے فون کان سے لگا یا اور چلنے لگی

تمہیں صبر نہیں ہے زارا سا بھی اگر کوئی فون نہیں اٹھا رہا تو وہ مصروف ہو گا نہ ایسا بھی کیا کام پڑ گیا ہے، دوسری طرف ہادی تھا

اچھا سوری کام تھا مجھے نہ،

کیا کام ہے ایسا ضروری، غصہ کم ہوا تھا کچھ

کراچی جانا ہے کچھ کام ہے چلو گی ساتھ، اس نے کہا

بائے روڈ یا بائے ایر، رئیسہ نے پوچھا تھا

بائے ایر آج جانا، وہ جلدی جلدی میں کہہ رہا تھا کہ کہی وہ فون بند نہ کر دیے

ٹھیک ہے ٹیم بتا دینا، کہہ کر اس نے فون بند کر دیا وہ پروفیسر کے ساتھ اکثر بائے ایر کراچی جایا کرتی تھی بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ وہ گاڑی یا ٹرین سے کراچی جائے

کچھ گھنٹوں کے بعد وہ دونوں کراچی میں موجود تھے ائیر پورٹ پر تھے پارکنگ میں ایک شخص پہلے سے گاڑی لیے ان کا انتظار کر رہا تھا

تمہیں کراچی کیا کام پڑ گیا اچانک، پارکنگ کی طرف جاتے رئیسہ نے پوچھا تھا

سنا ہے ذوالفقار رضا کے بہت دشمن ہیں اس شہر میں ان سے کام ہے،

اس کے دشمنوں سے تمہارا کیا لینا دینا، وہ بات سمجھی نہیں تھی

الیکشن جیتنا ہے مجھے اور یہ کام وہ لوگوں کروا سکتے ہیں، وہ گاڑی کے قریب تھے

کس نے قتل کیا تمہارے فادر کا، یہ سوال اسے ہضم نہیں ہو رہا تھا

طلحہ ذوالفقار رضا نے، وہ گاڑی کے پاس پہنچ کر اس کو دیکھنے لگا اس کا لہجہ ہر احساس سے آری تھا

یہ لوں یہ رکھ لوں، گاڑی سے گن نکل کر رئیسہ کی طرف بڑھائی

تم مجھے گن گفٹ کر رہے ہو، وہ گن کو دیکھنے لگی

ہاں سمجھ لو، وہ مسکرایا تھا

کون دوست کسی دوست کو اور وہ بھی لڑکی کو گن گفٹ کرتا ہے، گن پکڑتے وہ ہنسی تھی

حدید اقبال جیسا دوست، وہ گاڑی میں بیٹھتے روڈ کی طرف جانے لگے

لائسنس ہے اس کا یا بنا لائسنس کے ہے، اس نے مزید پوچھا

وکیلوں کو کیا مطلب لائسنس ہونے سے یا نہ ہونے سے، وہ سوال کر رہا تھا

بندہ وندہ مار دوں اس گن سے ہینڈل کر لو گے، اس نے دلچسپی سے پوچھا تھا

وزیر اعلیٰ ہونے کے بعد ایک قتل تو میں ہینڈل کر ہی سکتا ہوں اب، وہ متاثر کن انداز میں بولا

تم وزیر اعلی بنے نہیں ہو ابھی،

تم تب کرنا نہ قتل جب بن جاؤ گا، وہ ہنس دیا

کچھ دیر کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک حویلی کے سامنے موجود تھے ہادی وائٹ بٹن شرٹ اور جینز میں ملبوس تھا رئیسہ نیوی بلو کلر کے کُرتا جس پر کہی کہی چھوڑے پھول بنے ہوئے تھے ساتھ سیکن کلر کا سٹالر لیے وہ ماتھے پر ہاتھ رکھے اس حویلی کو دیکھ رہی تھی

ہم اتنی دور بس اس حویلی کا نقشہ دیکھنے آئے ہیں کیا، وہ حدید کو اس طرح کھڑے دیکھتے بولی

اچھا انٹیریئر ہے نہ، وہ غیر سنجیدہ تھا

ہاں رئیل اسٹیٹ والوں سے بات کرئے اسے خرید لیتے ہیں، اس نے بڑے سیریس انداز میں حدید کا جواب دیا تھا

مزید کوئی بات کیے اس نے بیل بجائی اور کسی کے آنے کا انتظار کرنے لگا

جی فرمایئے، وہ چوکیدار تھا

صدیق صاحب سے ملنا ہے، حدید اس شخص سے مخاطب تھا رئیسہ گاڑی پر ٹیک لگائے اس کی طرف دیکھ رہی تھی

تعارف، ان کا مکمل جائزہ لینے کے بعد اس نے کہہ

آپ ان سے کہیئے اقبال مزار کا بیٹا آیا ہے لاہور سے کام ہے کچھ ضروری ان سے،

ٹھیک ہے آپ انتظار کرئے، وہ واپس رئیسہ کی طرف چلا گیا

کیا ہوا، گاڑی سے ٹیک ہٹائی

انتظار کرنے کو کہہ ہے، اس نے اپنا فون نکالا اور دیکھنے لگا

رئیسہ گہری سانس لے کر رہ گئی

کہیں کیسے آنا ہوا آپ کا ہماری طرف، وہ دونوں حویلی کے مہمان خانے میں اس شخص کے سامنے موجود تھے ان کے سامنے کھانے پینے کی چیزیں رکھی تھی

آپ میرے والد کو جانتے تھے، حدید نے بات شروع کی

ہاں افسوس ہوا سن کر بہت دیر بعد ذوالفقار رضا کا کوئی کیس آیا ہے ہمارے پاس فرمائیں کیا کام تھا، وہ بہت متاثر کن انداز میں پیش آ رہا تھا

مجھے الیکشن لڑنا ہے، رئیسہ نے اس کی طرف حیرانی سے دیکھا وہ یہ بات کرنے کہاں آیا تھا

تو یہ الیکشن کمیشن کا آفس تو نہیں ہے جہاں آپ کاغذات نامزدگی جمع کرانے آئے ہیں،

مجھے معلوم ہے مجھے مدد چاہیے آپ کی الیکشن جیتنے کے لیے، مزید کہہ

ہمیں کیا ملے گا اس سب کے بعد، وہ اپنے مطلب کی طرف آئے

کیا چاہیے آپ کو، سامنے رکھی چائے ٹھنڈی ہو گئی تھی

حادثاتی موت تھی، انھوں نے بات بدل تھی

نہیں گولی لگی تھی ذوالفقار رضا کے بیٹے نے ماری تھی میرے سامنے، لہجہ سخت ہوا تھا

ہمم ٹھیک ہے ہو جائے گا کام فکر نہیں کرو، وہ بات کو سمجھتے تھے اور مزید سوال نہیں کیا

آپ نے بتایا نہیں آپ کو کیا چاہیے، وہ اس بات پر حیرت ہوئی

کچھ نہیں دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے اور جس کام کے لیے تم یہ سب کر رہے ہو سمجھو وہ معاوضہ ہے، ان کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی

اور میں کس چیز کے لیے یہ سب کر رہا ہوں، اسے حیرانی ہوئی

وقت بتائے گا چائے گرم کروائے، پہلی بات اس سے اور دوسری پاس کھڑے ملزم سے کہی تھی

آپ نے کہہ کہ بہت دیر بعد ذوالفقار رضا کا کوئی کیس آپ کی عدالت میں آیا ہے تو اس سے پہلے کون سا تھا، رئیسہ ان کے خاموش ہونے کے بعد مخاطب ہوئی

وہ گفتگو کے دوران پہلی بار اس کی طرف براہ راست متوجہ ہوئے تھے

وہ کوئی اینکر تھا، معمولی سا انداز تھا

کراچی کا، اسے تجسس ہوا تھا

Clubb of Quality Content

جی کراچی کا ذوالفقار رضا کراچی ہی رہا کرتا تھا کچھ سال پہلے لاہور منتقل ہوا، رئیسہ نے ان کا لہجہ سخت ہوتا محسوس کیا تھا

ذوالفقار رضا سے آپ کا کیا تعلق ہے، وہ مزید سوال کرنے لگی

صدیق رضا نام ہے میرا رشتہ آپ خود سمجھ لے کیا ہو سکتا ہے، ملزم دوبارہ چائے لے اندر داخل ہوا

اس اینکر کا کیا نام تھا، ملزم نے اس کی طرف چائے بڑھائی نہ چاہتے ہوئے بھی اسے وہ لینے پڑی تھی

دانیال نام تھا اس کا پورا نام نہیں معلوم، ان کے الفاظ پر چائے کا کپ اس کے ساتھ سے گر کر زمین بوس ہوا تھا وہ بے یقینی سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی ہادی ٹیشو لیے چائے صاف کرنے میں لگا تھا

دا... دانیال اح۔۔احمد نام تھا ان کا، اس کی آواز کانپی تھی

ہاں دانیال احمد نام تھا حادثاتی موت قرار دیا گیا تھا اس کو پر وہ قتل تھا جو ذوالفقار رضا نے کروایا تھا، اس کے تاثرات پر غور کیے بنا وہ بڑی روانی سے بولے

اسے لگا کہ وہ کبھی ہل نہیں اسے وہ الفاظ ہضم نہیں ہو رہے تھے وہ منظر دوبارہ اس کے سامنے کسی فلم کی طرح چلنے لگا تھا بہت کچھ ایک سیلاب کی طرح یاد آیا تھا اس کو اسے وہ کارڈ پر لکھی تحریر یاد آئی جو اسے دانیال کے کمرے سے ملا تھا

"Every saint has a past, and every sinner has a future."

ہادی اس کے سامنے ہاتھ ہلاتے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا آنسو بے آواز اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے وہ روشنیوں کا شہر ہمیشہ اس کے حصّے میں اندھیرا لایا تھا وہ اندھیرا جس کے بعد روشنی کم ہی کسی کا مقصد بنتی ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جاری ہے۔۔۔

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842